آسان توحید

تالیف: الشیخ عبداللہ بن احمد الحویل



تقدیم: ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالرحمن الجبرین ڈاکٹر خالد بن عبداللہ المصلح

ترجمہ وتحقیق: پیرزادہ شفیق الرحمن شاہ الدراوی

دار المعرفة
پاکستان

آسان توحید

تقدیم

علامہ ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر خالد بن عبداللہ المصلح حفظہ اللہ

تالیف

عبداللہ بن أحمد الحویل حفظہ اللہ

ترجمہ و حواشي و تعلیقات

پیرزادہ شفیق الرحمٰن شاہ الدراوی

فاضل اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ

فہرست موضوعات

عرضِ ناشر

عقیدے میں ''توحید'' جتنی اہم چیز ہے اتنا ہی اس کے باریک نکات کو سمجھنا دقیق کام ہے۔ اس موضوع پر بہت سی ضخیم کتب لکھی جا چکی ہیں جن سے علمائے کرام، طلبا اور عوام الناس فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مؤلفین و مرتبین کو جزائے خیر سے نوازے۔

ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ ایک چھوٹے سے کتابچے میں توحید کو عام فہم اور آسان الفاظ میں پیش کیا جائے تا کہ وہ لوگ بھی اس کے ثمرات سے مستفید ہوسکیں جو زیادہ علم نہیں رکھتے یا ابھی علم حاصل کرنے کے ابتدائی مراحل میں ہیں۔ اس ضرورت کو محترم عبداللہ بن احمد الحویل حفظہ اللہ نے بخوبی انجام دیا۔ چونکہ یہ کتاب عربی زبان میں تھی اس لیے اُردو دان طبقہ اس کے ثمرات سے محروم تھا۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے برادرم پیرزادہ شفیق الرحمٰن الدراوی حفظہ اللہ نے بھر پور محنت کی اور اسے اُردو قالب میں ڈھالا اور ساتھ ہی حواشی و تعلیقات بھی تحریر کر دیے تا کہ جہاں اصل بات سمجھنے میں مشکل ہو، وہاں تعلیقات سے مزید فائدہ اُٹھایا جا سکے۔ اس محنت سے کتاب کی افادیت میں بے پناہ اضافہ ہوا اور یہ پہلے سے بھی زیادہ عام فہم اور آسان ہوگئی ہے۔ کیونکہ دین میں آسانی مقصودِ شریعت ہے۔

صحیح روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی کرنے والا اور تندخو بنا کر مبعوث نہیں کیا، بلکہ مجھے آسانی پیدا کرنے والا استاذ بنا کر مبعوث کیا ہے۔'' [مسلم]

اس کتابچے میں توحید کی بنیادوں سے لے کر تفصیلات تک تمام مضامین کو نہایت مختصر مگر جامع اور عمومی فہم کے مطابق ترتیب دے دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر علامہ عبداللہ بن الجبرین رحمہ اللہ اور الشیخ خالد مصلح حفظہ اللہ کی تقدیم نے اس کتابچہ کے مفید ہونے مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

یہ قیمتی کتابچہ جو توحید اور عبادت کے معانی ،فضائل اور عبادات کی ان اقسام کی مثالوں پر مشتمل ہے جو کہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی جائز ہیں۔اس میں شرک کی بعض اقسام اور اس کی وجہ سے توحید میں آنے والے نقص کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جہالت اور اندھی تقلید کی وجہ سے واقع ہونے والے شرک کے سامنے یہ برہان قاطع ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے ان تمام لوگوں کو فائدہ پہنچائے جن کے ساتھ اس کا ارادہ بھلائی کا ہے۔

آخر میں ادارہ اُن تمام لوگوں کا مشکور اور دُعا گو ہے کہ جنھوں نے اس عظیم کاوش میں کسی بھی طرح سے حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ جملہ معاونین کو معاف فرما کر جنت الفردوس عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین

دعاؤں کا طالب

دار القبس للنشر والتوزیع

تقدیم از ڈاکٹر علامہ عبداللہ بن الجبرین رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أحـمد اللّٰہ و أشکرہ۔ و أصلی و أسلم علی محمد و علی آلہ و صحبہ ......و بعد!

میں نے یہ کتابچہ پڑھا جو کہ ”التـوحید المیسر“ کے نام سے لکھا گیا ہے۔ جسے شیخ عبداللہ بن احمد الحویل حفظہ اللہ نے تحریر کیا ہے۔ میں نے اسے ایک قیمتی کتابچہ پایا ہے، جو کہ توحیداور عبادت کے معانی ،ان کے فضائل اور عبادت کی ان اقسام کی مثالوں پر مشتمل ہے جو کہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی جائز ہیں۔

اس کے ساتھ ہی شرک کی بعض اقسام ،اور شرک کی وجہ سے توحید میں آنے والے نقص کا بھی ذکر کیا ہے۔ میں اس کتابچہ کو چھاپنے اوران ممالک میں نشرو تقسیم کرنے کی وصیت کرتا ہوں جہاں پر جہالت اور اندھی تقلید کی وجہ سے کئی اقسام کا شرک واقع ہورہا ہے۔شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ان لوگوں کو فائدہ پہنچائے جن کے ساتھ اس کا ارادہ بھلائی کا ہو۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی نبینا محمد و آلہ و صحبہ و سلم۔

عبداللّٰہ بن عبدالرحمن الجبرین

٢٥/ ٣/ ١٤٢٥ھ

تقدیم

(از شیخ خالد مصلح حفظہ اللہ)

الحمد للّٰہ رب العالمین و أصلي و أسلم علی المبعوث رحمة للعالمین نبینا محمد و علی آله و أصحابه أجمعین ، وبعد!

میں نے اپنے بھائی شیخ /عبداللہ بن احمد الحویل حفظہ اللہ کی تحریر کردہ کتاب "التوحید المیسر" کو دیکھا۔ مجھے اس پر خوشی محسوس ہوئی کہ موصوف محترم نے اس جلیل القدر علم کو سہولت اور آسانی کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ اس لیے کہ متعلم کے لیے آسانی پیدا کرنا شریعت کے مقاصد میں سے ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ [القمر: ۲۲]

"یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے، پس کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"یقیناً تمہیں آسانی پیدا کرنے والے بنا کر بھیجا گیا ہے سختی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجا گیا۔"

اور صحیح روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی کرنے والا اور تند خو بنا کر مبعوث نہیں کیا، بلکہ مجھے آسانی پیدا کرنے والا استاذ بنا کر مبعوث کیا ہے۔" [مسلم]

اس مبارک شریعت کی بنیاد ہی علم و عمل میں آسانی پر رکھی گئی ہے جو کہ اس کی عمومیت کے لحاظ سے مناسب ہے۔ اس لیے کہ یہ دین تمام لوگوں کے لیے ہے۔

ہمارے بھائی عبداللہ الحویل کی خدمات جلیل القدر ہیں، جن پر آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور خصوصاً موصوف نے سب سے بنیادی علم ''علم توحید'' کو بہت ہی سہل انداز میں پیش کیا ہے؛ اس علم کے ذریعہ ہی سے تو انسان کو اللہ تعالیٰ کے حقوق کا پتہ چلتا ہے جو کہ دنیا اور آخرت میں نفع بخش ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور اپنے اس بھائی کے لیے قول وعمل میں اتباع حق کی توفیق اور استقامت کی دعا کرتا ہوں؛ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان بابرکت کوششوں کو نفع بخش بنا دے۔ آمین

كتبه

خالد بن عبداللہ مصلح

١٠/ ٥/ ١٤٢٤ھـ

مقدمہ

الحمد للّٰہ رب العالمین ، والصلاۃ والسلام علی خاتم الأنبیاء والمرسلین نبینا محمد و علی آله وصحبه أجمعین وبعد!

یہ نفع بخش انتخاب؛ جامع مسائل اور چنیدہ فوائد ہیں، جنہیں توحید کے باب میں جمع کیا گیا ہے، جس توحید کے بغیر اللہ تعالیٰ کوئی بھی عمل قبول نہیں کرتے اور نہ ہی توحید کے بغیر اپنے بندے پر راضی ہوتے ہیں۔

اس مختصر سے رسالہ میں، میں نے وہ قواعد وضوابط اور تقسیمات بھی شامل کی ہیں جو کہ قارئین کے لیے متفرق چیزوں کو ایک جگہ پر جمع کر دیتی ہیں اور مختلف الجھے ہوئے مسائل کا حل پیش کرتی ہیں اور اس کے ذہن میں ترتیب کے ساتھ جگہ پاتی ہیں۔

کسی چیز کا علم اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک اس کے متعلق دو باتیں معلوم نہ ہوجائیں:

پہلی بات:......اس چیز کی حقیقت

دوسری بات:......اس کی ضد (الٹ) کی وضاحت۔

میں نے ''حقیقت توحید'' اور اس کے اصول واقسام کی وضاحت کرنے کی بھر پور کوشش کی ہے۔ پھر فوراً ہی اس کے بعد توحید کی ضد یعنی شرک کا بیان کیا ہے۔ شرک کے معانی، اس کی مختلف صورتیں اور اقسام، اور ان کے احکام بیان کیے ہیں۔ اس لیے کہ:

''کسی چیز کی خوبی اس کی ضد سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس لیے کہ اضداد کی وجہ سے چیزیں باہم امتیازی حیثیت پاتی ہیں۔''

توحید کا جمال وجلال اس وقت تک صحیح معنوں میں ظاہر نہیں ہوسکتا جب تک شرک کی

قباحت اور خطرے کو اچھی طرح سے نہ سمجھ لیا جائے۔

اس مختصر سے کتابچہ میں، میں نے چند ایک وہ دوسرے مضامین بھی شامل کر لیے ہیں جن کو جانے بغیر موحد کو کوئی چارہ کار نہیں۔

میں نے مسائل کو ترتیب دینے میں اور ان کی تقسیم وتنسیق میں سہل نگاری کی بھرپور کوشش کی ہے اور معانی اور حدود کا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ اختصار سے شواہد اور دلائل بھی ذکر کیے ہیں، تاکہ یہ انتخاب مختصر اور سمجھنے کے لیے آسان ہو۔

تھکا دینے والی طوالت سے اجتناب کیا ہے۔ اور ایسا اختصار بھی نہیں کیا جس سے سمجھنے میں خلل واقع ہو۔ بلکہ اس کتابچہ کو درمیانی صورت میں تحریر کیا ہے۔ اگر میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہوں تو یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے؛ اور اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو وہ میری اور شیطان کی کوتاہی ہے۔

میں نے یہ انتخاب محقق اہل توحید ......علمائے کرام کی کتابوں سے جمع کیا ہے۔ اور اس کا نام ''التوحید المیسر'' رکھا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ قادر مطلق ذات اس کتابچہ کو نفع بخش بنادے۔ اور اپنی ملاقات کے دن اسے میرے میزان حسنات میں شامل کردے۔ آمین؛ یارب العالمین۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ وسلم علی نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ و سلّم .

عبداللہ بن أحمد الحویل

الریاض

موبائل 0558850025

توحید کی تعریف

توحید کا لغوی معنیٰ:

توحید وَحَّدَ یُوَحِّدُ کا مصدر ہے۔ جب کسی چیز کو ایک ہی شمار کیا [گردانا] جائے۔ اس کی مثال:

☆ جب آپ یہ کہیں کہ گھر سے کوئی ایک بھی نہ نکلے سوائے ایک محمد کے۔
تو گویا کہ گھر سے نکلنے کے لیے آپ نے اکیلے محمد کو بطور خاص ذکر کیا ہے۔

☆ اور جب یوں کہیں کہ مجلس سے کوئی ایک بھی نہ اٹھے سوائے خالد کے۔
تو گویا کہ آپ نے مجلس سے اٹھنے کے لیے اکیلے خالد کو خاص کیا ہے۔

توحید کا شرعی معنیٰ:

شرعی معنیٰ کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کو اس کی:

ا۔ ربوبیت میں

۲۔ الوہیت میں

۳۔ اور اسماء وصفات میں

منفرد، یکتا اور اکیلا مانا جائے۔

توحید کی اقسام

توحید کی تین اقسام ہیں:

۱۔توحید ربوبیت

۲۔توحید الوہیت

۳۔اور توحید اسماء وصفات

توحید کی ہر قسم کا معنی اور اس کی دلیل

توحید کی قسم	اس کا معنی	اس کی دلیل
توحید ربوبیت	اللہ تعالیٰ کو یکتا ماننا ۱۔ پیدا کرنے میں ۲۔ بادشاہی میں ۳۔اور تدبیر میں یا بالفاظ دیگر یوں کہہ سکتے ہیں: اللہ تعالیٰ کو اس کے افعال میں اکیلا ماننا۔اللہ تعالیٰ کے افعال کی مثالیں : پیدا کرنا ،روزی دینا، زندگی اور موت دینا، بارش برسانا، اور درخت اگانا۔	﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ﴾ ﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ ﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾

توحید الوہیت اسے توحید عبادت بھی کہا جاتا ہے۔	بندوں کے افعال میں اللہ تعالیٰ کو یکتا ماننا۔جیسا کہ نماز و روزہ، حج اورتوکل ،نذر اورخوف ومحبت اور امید اور دیگر امور۔	﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ ﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾
توحید اسماء وصفات	یعنی اللہ تعالیٰ کے وہ اوصاف بیان کیے جائیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے بیان کیے ہیں ۔یا پھر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی جو صفات کمال و جمال بیان کی ہیں انہیں بغیر کسی مثال اور کیفیت کے بیان کرنا۔	﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ ﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ ۚ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

اہم ترین فوائد

پہلا فائدہ :......توحید کی تینوں اقسام آپس میں ایک دوسرے کو لازم وملزوم ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک قسم بھی دوسری سے جدا نہیں کی جاسکتی ۔ جو کوئی توحید کی کوئی ایک قسم بجا لائے اور دوسری کو چھوڑ دے تو وہ موحد نہیں ہوسکتا۔

دوسرا فائدہ :...... یہ بات جان لینی چاہیے کہ جن کفار سے رسول اللہ ﷺ نے جہاد کیا تھا؛ وہ توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے۔وہ اس بات کا اعتراف کرتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی خالق و مالک ہے، وہی روزی دینے والا ہے؛وہی زندگی اور موت دینے والا ہے۔نفع اورنقصان اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہی تمام نظام کی تدبیر کرتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکے۔اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾

’’آپ پوچھیں:وہ کون ہے جوتم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے، یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام امور کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے:اللہ۔تو ان سے پوچھیں: پھر کیوں نہیں ڈرتے۔‘‘

تیسرا فائدہ :......توحیدالوہیت ہی انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت کا موضوع رہا ہے ۔کیونکہ یہی وہ بنیاد ہے جس پر تمام اعمال قائم ہوتے ہیں۔توحیدالوہیت کی حقیقت بجالائے

بغیر تمام اعمال ضائع ہوجاتے ہیں۔اس لیے کہ جب توحید نہ پائی جائے تو اس کی جگہ شرک آجاتا ہے۔مرسلین اور منکرین کے درمیان جھگڑے کا بنیادی محور ومرکز یہی نکتہ تھا۔پس انسان پر واجب ہوتا ہے کہ اس پر بھرپور دھیان دے، ان مسائل کو اچھی طرح سے پڑھے اور اس کے اصولوں کو سمجھے۔

اہمیت توحید و فضائل

۱۔توحید اسلام کا سب سے بڑا رکن:

اسلام کا سب سے بڑا ستون اور رکن توحید ہے۔کسی انسان کے لیے اس وقت تک اسلام میں داخل ہونا ممکن نہیں جب تک وہ توحید کی گواہی نہ دے۔اور جب تک توحید کا اقرار اور اس کے علاوہ باقی تمام چیزوں کی نفی نہ کر لے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

((شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَاَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلَ اللّٰهِ ، وَاِقَامِ الصَّلَاةِ ، وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ ، وَحِجِّ الْبَيْتِ .))

''اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، اور بیت اللہ کا حج کرنا۔'' (متفق علیہ)

۲۔توحید سب سے اہم اور پہلا واجب:

توحید سب سے اہم اور پہلا واجب ہے۔اسے باقی تمام اعمال پر اولیت حاصل ہے۔ اور اپنی عظیم الشان منزلت اور انتہائی اہمیت کی وجہ سے تمام اہم امور پر سبقت رکھتی ہے۔ توحید کی دعوت سب سے پہلی دعوت ہے۔رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب یمن بھیجا تو آپ نے فرمایا:

''تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جا رہے ہو۔سب سے پہلے انہیں لا إلٰہ إلا اللّٰہ کے اقرار کی دعوت دینا۔'' ایک روایت میں ہے: ''سب سے پہلے اس

بات کی گواہی دینا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید بجالائیں۔'' (متفق علیه)

۳۔توحید اور قبولیت اعمال:

توحید کے بغیر عبادات قبول نہیں ہوتیں۔ عبادات کے صحیح ہونے کے لیے توحید اہم ترین شرط ہے۔عبادت کو اس وقت تک عبادت نہیں کہا جاسکتا جب تک اس میں توحید نہ ہو۔جیسے نماز کو اس وقت تک نماز نہیں کہا جاسکتا جب تک اسے پاکیزگی کے ساتھ ادا نہ کیا جائے ۔ جب اس میں شرک داخل ہوجاتا ہے تو عبادت تباہ وبرباد ہوجاتی ہے۔جیسا کہ اگر طہارت کی حالت میں کوئی حدث پیش آجائے تو طہارت باقی نہیں رہتی۔توحید کے بغیر عبادت شرک بن جاتی ہے۔جس کی وجہ سے عمل تباہ و برباد ہوجاتا ہے۔اور اس عمل کے کرنے والا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنمی قرار پاتا ہے۔

۴۔توحید دنیا وآخرت میں امن وہدایت کا سبب:

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ [الأنعام : ۸۲]

''جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے۔ ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔''

یہاں پر ظلم سے مراد شرک ہے،جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے واضح کیا ہے۔ [1]

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[1] بخاری ۲/ ۴۸۴؛ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ آیت میں یہاں ظلم سے مراد شرک ہے،جیسا کہ ترجمہ سے واضح ہے۔حدیث میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ظلم کا عام مطلب (کوتاہی، غلطی، گناہ اور زیادتی وغیرہ) کو سمجھا،جس سے وہ پریشان ہوگئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آکر کہنے لگے:یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کون شخص ایسا ہے جس نے ظلم نہ کیا ہو، آپ ﷺ نے فرمایا:'' اس ظلم سے مراد وہ ظلم نہیں جو تم سمجھ رہے ہو بلکہ اس سے مراد شرک ہے جس طرح حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کہا:﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ﴾ (لقمان : ۱۳) یقیناً شرک ظلم عظیم ہے۔'']

''یہی وہ لوگ ہیں جو صرف ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت بجالاتے رہے۔ اوراللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ یہ لوگ قیامت کے دن امن میں ہوں گے اور دنیاو آخرت میں راہ ہدایت پر ہوں گے۔''

چنانچہ جو کوئی توحید کو پوری طرح سے بجالائے گا؛ اس کے لیے پورا پورا امن اور بھر پور ہدایت ہوگی اور بغیر کسی عذاب کے جنت میں داخل ہو جائے گا۔ شرک سب سے بڑا ظلم ہے جب کہ توحید سب سے بڑا عدل ہے۔

۵۔ توحید جنت میں داخلے کا سبب:

جنت میں داخل ہونے اور جہنم کے عذاب سے نجات پانے کا بنیادی سبب توحید ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَتُهُ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِنْهُ وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَاَنَّ النَّارَ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ .)) [متفق عليه]

''جو اس بات کا قائل ہو جائے کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور کلمہ ہیں جو اس نے مریم علیہا السلام کی طرف القاء کیا تھا اور روح اللہ ہیں اور یہ کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے؛ تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کریں گے، خواہ اس کے اعمال کیسے بھی ہوں۔''

نیز رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

''بیشک جو انسان اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کا اقرار کرے اللہ تعالیٰ نے اس پر جہنم کی آگ کو حرام کردیا ہے۔'' [متفق علیه]

۶۔توحید دنیا وآخرت کی تکالیف سے نجات کا سبب:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''توحیداس کے دوستوں اور دشمنوں کوخوف سے نجات دلانے والی ہے۔''

ا: دشمنوں کے متعلق: پس توحید اللہ کے دشمنوں کو بھی دنیا کی تکالیف اور سختیوں سے نجات دلانے کا سبب ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴾ [العنكبوت : ٦٥]

''پس جب وہ لوگ کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لئے عبادت کو خالص کر کے؛ پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔''

ب: جہاں تک دوستوں کا تعلق ہے: تو انہیں دنیا وآخرت کی تکالیف اور سختیوں سے نجات دیتا ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اس کی سنت ہے۔پس توحید جیسی کوئی چیز نہیں جس سے سختیوں کا مقابلہ کیا جاسکے۔یہی وجہ ہے کہ مصائب کی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کی توحید پائی جاتی ہے۔جیسا کہ یونس علیہ السلام کی دعا؛جب کوئی بھی پریشان حال اس دعا کے ساتھ اللہ کے سامنے گریہ وزاری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس توحید کے سبب اس کی پریشانیوں کا ازالہ کرتے ہیں۔

انسان کو پریشانیوں اور مشکلات سے دوچار کرنے والی سب سے بڑی مصیبت شرک کی بیماری ہے۔اس سے نجات صرف توحید کی بدولت ہی ممکن ہے۔توحید ہی تمام مخلوق کے لیے حقیقی پناہ گاہ اوران کے لیے مضبوط قلعہ اوران کی حقیقی مدد ہے۔

۷۔جنات اور انسانوں کے پیدا کرنے کی حکمت توحید:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ [الذاريات : ٥٦]

''اور میں نے جن اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔''

عبادت کے لئے:......یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید بجالانے کے لیے۔

پس جتنے بھی رسول بھیجے گئے، اور جتنی بھی کتابیں نازل کی گئیں اور جتنی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے شریعتیں آئیں اور جتنی بھی مخلوقات پیدا کی گئیں ان سب کا مقصد یہ تھا کہ تمام مخلوقات کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ تعالیٰ کی توحید بجالائی جائے۔

[نوٹ] :......توحید کے جملہ فضائل وفوائد میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے اسے نجات عطا کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''قیامت کے دن پوری کائنات کے سامنے ایک شخص کو بلایا جائے گا اور اس کے سامنے اُس کے ۹۹ دفتر[رجسٹر] برائیوں کے رکھ دیئے جائیں گے۔ ہر دفتر اتنا لمبا چوڑا ہوگا کہ جہاں تک نظر کام کرتی ہے......مگر اسے کہا جائے گا......: ''تمہاری ایک نیکی ہمارے پاس محفوظ ہے تم پر آج ظلم نہیں کیا جائے گا، اس کا ایک کاغذ کا پرزہ نکالا جائے گا جس پر لکھا ہوگا: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' گناہ گار بندہ عرض کرے گا کہ یا اللہ اتنے بڑے بڑے دفتروں کے مقابلے میں ایک کاغذ کے پرزے کی کیا حیثیت ہے؟ جواب ملے گا کہ آج تجھ پر ذرہ بھر ظلم نہ ہوگا۔ چنانچہ وہ بڑے بڑے دفتر ترازو کے ایک پلڑے میں اور کاغذ کا وہ پرزہ دوسرے پلڑے میں رکھ کر جب وزن کیا جائے گا تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے کاغذ والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔'' (ترمذی)۔

❀ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: (قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَابْنَ اٰدَمَ لَوْ اَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً) ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس گناہوں سے پوری زمین بھر کر لے آئے، پھر اس میں شرک نہ ہو تو میں اسی مقدار میں بخششیں تیرے پاس لے آؤں گا۔'' (ترمذی)

❀ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اے میرے رب! مجھے ایسی چیز بتا جس سے میں تیری یاد کروں اور تجھ سے دُعا کیا کروں۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ پڑھا کر۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے رب: اسے تو تیرے سب بندے پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! سوائے میرے اگر ساتوں آسمان اور ان کے باشندے اور ساتوں زمینیں، ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں اور دوسرے پلڑے میں صرف لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ رکھ کر وزن کیا جائے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ والا پلڑا بھاری ہوگا۔ اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

❀ بخاری و مسلم میں سیدنا عتبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فَاِنَّ اللّٰـهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ.''...... '' جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کے عذاب کو حرام کر دیتا ہے۔''

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا معنی ومفہوم

❀ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ [آل عمران: ١٨]

”اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ [محمد: ١٩]

”سو (اے نبی) آپ یقین کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔“

❀ اس کا معنی: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی معبود برحق نہیں۔

❀ چند دوسرے باطل معانی:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ یہ معنی باطل ہے، اس لیے کہ جس کی بھی بندگی کی جائے خواہ وہ حق ہو یا باطل؛ وہ معبود اور الٰہ ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی خالق نہیں۔ یہ اس کے معنی کا ایک جزء ہے۔ لیکن مقصود یہ نہیں، اگر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا یہی معنی ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کی قوم کے مابین اختلاف نہ ہوتا، اس لیے کہ وہ تو اس چیز کا اقرار کرتے تھے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی حاکمیت نہیں۔ یہ بھی اس کے معانی کا ایک جزء ہے، لیکن یہ کافی نہیں، اس سے مقصود حاصل نہیں ہو رہا، اس لیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو اکیلا حاکم مانا جائے اور اس کے ساتھ غیر کی بندگی بھی کی جائے تو توحید حاصل نہیں ہوتی۔

❀ کلمہ کے ارکان: اس کے دو ارکان ہیں:

۱۔ تمام معبودوں کی نفی (لَآ اِلٰهَ)

یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا جتنے بھی معبودوں کی بندگی کی جاتی ہے ان سب کا انکار کیا جائے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے لیے بندگی کا اثبات: (اِلَّا اللّٰهُ)

عبادت کو صرف اللہ وحدہ لاشریک کے لیے ثابت کیا جائے۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے:

﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى﴾

''جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا تو اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا۔''[1] [البقرہ: ۲۵۶]

﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ﴾ یہ نفی ہے۔ ﴿وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ﴾ یہ اثبات ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ﴾ [الزخرف: ۲۶۔۲۷]

''اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا: بے شک میں ان چیزوں سے بالکل بری ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ سوائے اس کے جس نے مجھے پیدا کیا، پس بے شک وہ مجھے ضرور راستہ دکھائے گا۔''

﴿اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ﴾ یہ نفی ہے۔ ﴿اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ﴾ یہ اثبات ہے۔

❀ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار انسان کو کب فائدہ دے گا:

۱۔ جب انسان اس کے معنی کو سمجھے۔

۲۔ جب اس کے مقتضی پر عمل کرے (غیر اللہ کی بندگی ترک کر کے صرف ایک اللہ کی بندگی کرے)

---

[1] کڑے سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی توحید ہے۔ ایک صحیح حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((من قال لا إله إلا اللّٰه و كفر بما يعبد من دون اللّٰه فقد حرم ماله ودمه و حسابه على اللّٰه عزو جل)) ''جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کیا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام معبودوں کا انکار کر لیا تو اس کا مال، اس کی جان، محفوظ ہے اور (قیامت میں) اس کا حساب اللہ کے ہاں ہوگا۔'' (مسلم)

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شروط

پہلی شرط:......''علم، جو کہ جہالت کے منافی ہو۔''

دوسری شرط:......''یقین، جو کہ شک کے منافی ہو۔''

تیسری شرط:......''اخلاص، جو کہ شرک کے منافی ہو۔''

چوتھی شرط:......''صدق، جو کہ جھوٹ کے منافی ہو۔''

پانچویں شرط:......''محبت، جو کہ بغض کے منافی ہو۔''

چھٹی شرط:......''سرتسلیم خم کرنا، جو کہ ترک کے منافی ہو۔''

ساتویں شرط:......''قبول، جو کہ رد کے منافی ہو۔''

آٹھویں شرط:......''غیر اللہ کا انکار۔''

ان شرائط کی تفصیل:

۱۔علم :......اس کا معنی یہ ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے نفی و اثبات کے معانی کا علم ہو۔ ❶

❶ اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ علم اس لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے اور اکیلے ہی مستحق عبادت ہونے سے لاعلمی بندے کے قبول اسلام میں رکاوٹ ہے، اس لئے کسی بھی انسان پر اسلام قبول کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور مستحق عبادت ہونے کا علم لازم ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ.)) جو اس حال میں مرگیا کہ وہ اس بات کا علم رکھتا تھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو یہ آدمی جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم) ابومظفر وزیر کہتے ہیں کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک گواہی ہے اور جو شخص کسی بات کی گواہی دے رہا ہو تو اس پر لازم ہوتا ہے کہ وہ اس بات سے واقف ہو جس بات کی گواہی دے رہا ہے، لہٰذا جو مسلمان لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کر رہا ہے اسے اس شہادت اور گواہی کے بارے میں علم ہونا چاہیے اس لئے کہ اس کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ الوہیت صرف اسی کیلئے واجب ہے کوئی دوسرا اس کا حق نہیں رکھتا۔ اس طرح اس کلمہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ طاغوت کا انکار لازم ہے اللہ تعالیٰ پر ایمان ضروری ہے جب کوئی انسان تمام مخلوق سے الوہیت کی نفی کر کے صرف اللہ کے لئے اسے ثابت کرتا ہے تو یہ کفر بالطاغوت اور ایمان باللہ ہے۔ (الدار السنة ۲/ ۲۱۶) شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابابطین کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿هٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ [حاشیہ جاری ہے]

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ [محمد: ١٩]

''جان لیجیے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے۔''

۲۔ دوسری شرط یقین جو کہ شک کے منافی ہو: ......اس کا معنی یہ ہے کہ: یہ کلمہ کہنے والے کو پختہ یقین ہو کہ معبود برحق صرف اور صرف ایک اللہ ہی ہے ❶۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان

[بقیہ حاشیہ] ﴿وَ لِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (ابراهيم: ٥٢)

''یہ لوگوں تک پہنچانا ہے اور تا کہ اس کے ذریعہ سے (یہ انبیاء) لوگوں کو متنبہ کریں اور لوگ یہ جان لیں کہ وہ اکیلا معبود برحق ہے اور تا کہ عقل مند نصیحت حاصل کریں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ﴿وَلِيَعْلَمُوْۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ فرمایا ہے جس کا معنی ہے تا کہ وہ اللہ کی وحدانیت کا علم حاصل کریں، یہ نہیں فرمایا کہ ﴿وَلِيَقُولُوْۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ وہ کہیں کہ وہ اللہ ہی اکیلا معبود ہے، یعنی صرف زبانی کہنا کافی نہیں؛ بلکہ اس کا جاننا اور علم رکھنا ضروری ہے۔ دوسری آیت میں فرمایا: ﴿اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (الزخرف: ٨٦) ''جس نے حق کی گواہی دی اور وہ اس کا علم بھی رکھتا ہو۔''

علامہ ابن سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علم میں دل کا اقرار ضروری ہے۔ یعنی اس سے جس چیز کا مطالبہ کیا گیا ہے اسے کے معانی، مطالب جانتا ہو، اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل بھی کرتا ہو۔ اور یہ علم جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے یعنی علم توحید؛ اس کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ کوئی شخص اس سے مستثنیٰ نہیں۔''

جب یہ بات اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ ہر قسم کی عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے، تو وہ عبادت کا کوئی کام کسی دوسرے کیلئے بجا نہ لائے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (الزخرف: ٨٦)

''مگر جس نے حق بات کا اقرار کیا، اور اسے علم بھی ہو۔'' (شیخ بن سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جس نے زبان سے گواہی دی؛ دل سے اقرار کیا؛ اور اس کے معنی و مفہوم کا علم حاصل کیا؛ وہ شفاعت کا مستحق ہوگا۔'' یعنی جس بات کا زبان سے اقرار کر رہے ہیں اس کے بارے میں علم بھی ہو۔ علماء نے اس آیت اور اسی طرح کی دوسری آیات سے استدلال کیا ہے کہ انسان پر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے بارے میں معلومات حاصل کرنا واجب ہے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کا علم حاصل کرنا بھی فرائض میں سے ہے اور اس کلمہ کے معنی سے لاعلمی سب سے بڑی جہالت ہے۔

❶ یعنی توحید اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنی و مطلب کو سمجھنے کے بعد اس پر یقین رکھنا اس میں کسی قسم کا شک نہ کرنا اس بات پر دل سے یقین کرنا کہ اللہ ہی تمام قسم کی عبادات کا اکیلا مستحق ہے اس میں ذرا سا بھی شک یا تردد نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی یہی تعریف کی ہے اور انہیں اپنے دعویٰ ایمان میں سچا قرار دیا ہے۔ اس طرح ایک حدیث شریف میں آتا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں محمد اللہ کا رسول ہوں اور پھر اس گواہی میں شک نہیں کیا تو وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔'' (صحيح مسلم)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سچے ایمان کے لیے یہ شرط لگائی ہے کہ مومن کا ایمان ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہو۔ کیونکہ شک کرنا منافقین کی صفت ہے نہ کہ مؤمنین کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [حاشیہ جاری ہے]

ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَ جٰهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولٰئِكَ هُمُ الصّٰدِقُونَ﴾

[الحجرات: ۱۵]

''بے شک مومن وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے اور پھر شک نہیں کیا اور اپنے اموال اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی لوگ سچے ہیں۔''

۳۔ تیسری شرط: ...... **اخلاص**: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ

[......بقیہ حاشیہ] ((أشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله ، لا يلقي الله بهما عبد غير شاكٍ فيهما دخل الجنة)) (مسلم) ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں؛ اور میں (محمد ﷺ) اللہ کا رسول ہوں؛ یہ دو گواہیاں ایسی ہیں کہ جو انسان ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اسے ان کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہ ہو، تو وہ سیدھا جنت میں داخل ہوگا۔''

''شک کے تین مراتب ہیں:

ریب: ......: دونوں متقابل چیزوں کے درمیان ایسے متردد ہونا کہ انسان اپنی مرضی سے ان میں سے کسی ایک کو دوسری پر ترجیح نہ دے سکے۔

تہمت: ......: کسی پر اس کی براءت کا یقین ہو کر بھی ناحق الزام لگانے کو۔

مریہ: ......: جب انسان دو متقابل چیزوں کے درمیان متردد ہو۔ لیکن کسی ایک کو اپنے نفس امارہ کی وجہ سے ترجیح بھی دے۔

عربی لغت میں ''ریب'' شک کے قریب تر معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں شک کے ساتھ بدگمانی یا وہم ہوتا ہے، اور پھر یہ وہم ختم بھی ہو جاتا ہے۔ اللباب فی علوم الکتاب ۱/ ۲۶۸؛ روح المعانی ۱/ ۱۰۶۔

علامہ نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ریب'' کا معنی ہے: دل کی بے چینی اور اضطراب، قلق نفس۔ تفسیر نسفی ۱/ ۳۸۔

شک سے اتنی سختی کے ساتھ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ کھلم کھلا کفر اور اسلام دشمنی تک جتنے بھی گناہ ہیں ان کی اصل اور پیش خیمہ شک ہے۔ پہلے دل میں توحید اور دین حق کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں، جو اسے راہِ حق سے بھٹکا دیتے ہیں۔ حقیقت میں گمراہی کے یہ چار درجے ہدایت کے چار درجوں کے مقابلہ میں آتے ہیں:

ا:......**شك**: جس کا بیان گزر چکا؛ یہ انابت اور رجوع الی اللہ کے مقابلہ میں آتا ہے۔

ب:......**ضلالت**: جب توحید اور دین حق سے متعلق شکوک وشبہات کا ازالہ نہ کیا جائے تو پھر انسان گمراہی کا شکار ہو جاتا ہے، اور راہِ حق چھوڑ کر راہ باطل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ درجہ ہدایت کے مقابلہ میں ہے۔

ج:......**جدال**: گمراہ شخص اپنے باطل عقائد ونظریات کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اہل حق سے جھگڑا اور مجادلہ کرتا ہے، اور حق بات کو جھٹلاتا اور رد کرتا ہے۔ یہ درجہ استقامت کے مقابلہ میں ہے۔ [حاشیہ جاری ہے......]

کے لئے خالص ہو اور کسی بھی قسم کی عبادت کو غیر اللہ کے لئے نہ بجالائے۔ ❶

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ﴾ [البینه: ٥]

''انہیں صرف یہی حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت کریں اس کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے یکسو ہو کر۔''

۴۔ چوتھی شرط: صدق جو کذب کے منافی ہو:...... یعنی کلمہ توحید کے اقرار میں انسان سچا ہو، اس کی زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق میں مطابقت ہونی چاہیے۔ فرمان الٰہی ہے:

[گزشتہ حاشیہ] د:...... مهر جباريت: (دل پہ مہر): یہ درجہ ربط قلب کے مقابلہ میں آتا ہے۔ جب آدمی حق کے مقابلہ میں جھگڑا کرتا ہے اور تمام عقلی و نقلی دلائل سے راہ حق واضح ہو جانے کے بعد اس کو نہیں مانتا؛ اور ضد وعناد پر ڈٹا رہتا ہے، تو اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے؛ پھر کفر و نفاق دل سے باہر نہیں نکل سکتا، اور حق بات دل میں داخل نہیں ہو سکتی۔ اس انسان سے ہدایت کی توفیق سلب ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام امور کو ایک آیت میں بیان کیا ہے؛ فرمایا: ﴿وَلَقَدْ جَاءَ كُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَاءَ كُمْ بِهِ حَتَّى إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُوْلًا كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ○ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْ آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ كَبُرَ مَقْتاً عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ﴾ [غافر: ٣٤-٣٥] ''اور اس سے پہلے یوسف علیہ السلام تمہارے پاس کھلے دلائل لے کر آئے، مگر تم پھر بھی ان کی لائی ہوئی دلیل میں شک وشبہ ہی کرتے رہے؛ یہاں تک کہ جب ان کی وفات ہو گئی تو کہنے لگے: ان کے بعد تو اللہ تعالیٰ کسی رسول کو نہیں بھیجے گا؛ ایسے ہی اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے جو حد سے بڑھ جانے والا اور شک و شبہ کرنے والا ہو۔ وہ لوگ جو بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو، اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں؛ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور مومنوں کے نزدیک یہ تو بہت بڑی بیزاری کی چیز ہے؛ اللہ تعالیٰ ایسے ہی ہر ایک مغرور سرکش کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔'' یعنی ایسا یقین جس کیساتھ انسان کے دل میں کوئی بے چینی، اضطراب، قلق، اور وہم یا بدگمانی دین اسلام یا شریعت محمدیہ کے متعلق باقی نہ رہے؛ اس معاملہ میں زیادہ تفصیل بیان کرنے کی ضرورت اس وجہ سے پیش آئی کہ موجودہ دور میں ہر طرف سے دین اسلام پر انگلیاں اٹھائی جا رہی ہیں، ان حالات میں ایک عام مسلم نوجوان شکوک وشبہات کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور یہی شک ہر فتنہ کی اصل بنیاد اور کفر کے درجہ تک پہنچا دینے والی چیز ہے۔

❶ اس طرح اخلاص کا معنی یہ بھی ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کسی اور کی خاطر کسی اور کی خوشنودی کے لئے نہ ہو نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ((فَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ.)) ''اللہ تعالیٰ نے جہنم پر حرام کر دیا ہے اس شخص کو جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صرف اللہ کی رضا مندی کے لئے کہتا ہے۔'' (بخاری و مسلم) دوسری حدیث میں ہے آپ نے فرمایا: ((أسعد الناس بشفاعتي يوم القيامة من قال لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خالصا مخلصا من قلبه))۔ ''روزِ قیامت میری شفاعت [حاشیہ جاری ہے]

﴿الٓمّٓ o اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ o وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ لَیَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِیْنَ﴾ [العنکبوت : ۱ تا ۳]

''الٓمّٓ ۔ کیا لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ اسی پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ کہہ دیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی۔ حالانکہ بلاشبہ ہم نے ان لوگوں کی بھی آزمائش کی جو ان سے پہلے تھے، سو اللہ تعالیٰ ہر صورت ان لوگوں کو جان لے گا جنھوں نے سچ کہا اور ان لوگوں کو بھی ہر صورت جان لے گا جو جھوٹے ہیں۔'' ❶

[بقیہ حاشیہ] اس خوش نصیب کو حاصل ہوگی جس نے دل کے اخلاص کیساتھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہوگا۔'' (بخاری)
یعنی ایسا ایمان و عمل جس میں شرک کی آمیزش بلکہ شائبہ تک نہ ہو۔ اور کلمہ کے تقاضوں کے مطابق عمل ہو۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ جس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور وحدانیت کا اقرار کرتا ہے؛ اسی طرح غیر اللہ سے براءت کا اظہار بھی کرے۔ اور یہی حقیقی معنی اور روح ہے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ '' کے اقرار کی؛ اسی وجہ سے اس کلمہ کو کلمۂ اخلاص بھی کہتے ہیں۔ شرعی معنی کی رو سے ہر عبادت کے کام کو ہر قسم کے شرک اور ریاکاری سے بچاتے ہوئے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کرنا؛ فرمان الٰہی ہے: ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ o اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ﴾ (الزمر: ۲، ۳)
''(اے پیغمبر!) ہم نے یہ کتاب آپ کی طرف سچائی کے ساتھ نازل کی ہے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو (یعنی) اس کی عبادت کو (شرک سے) خالص کر کے۔ دیکھو خالص عبادت اللہ ہی کے لئے (زیبا ہے)۔''
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''یعنی تم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو جو اکیلا ہے، اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور لوگوں کو بھی اس کی طرف دعوت دو۔ انہیں آگاہ کردو کہ عبادت کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی ہے؛ نہ ہی اس کا کوئی شریک ہے اور نہ ہی ہمسر؛ اس کے ہاں صرف اخلاص کی بنیاد پر کی جانے والی عبادت ہی قبول ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر: ۴/۴۹)
یہی تعلیم ہمیں رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال میں ملتی ہے؛ آپ ﷺ نے فرمایا: '' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: '' میں تمام شریکوں کے شرک سے بے نیاز ہوں اور جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس میں وہ میرے ساتھ کسی اور کو شریک کرے تو میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔'' (مسلم)

❶ مطلب کو سمجھ کر یقین کے ساتھ تابعداری کرنے کیساتھ ساتھ ضروری ہے کہ ان امور میں انسان سچائی سے کام لے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَا مِنْ اَحَدٍ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَادِقًا مِنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ.)) ''جو شخص نے اللہ کی وحدانیت محمد کی رسالت وعبدیت کا اقرار دل کی سچائی سے کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو جہنم پر حرام کر دیا ہے۔'' (متفق علیہ) [حاشیہ جاری ہے]

۵۔ پانچویں شرط: محبت جو بغض کے منافی ہو:......اس کا معنی یہ ہے کہ جب آپ اس کلمہ کا اقرار کریں تو دل سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ؛ اس کلمہ اور اس کے معانی و مدلول سے محبت کرتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرۃ: ۱۶۵)

"کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے علاوہ معبود بناتے ہیں ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے کرنی چاہیے اور ایمان والے اللہ سے شدید محبت رکھتے ہیں۔" [1]

[بقیہ حاشیہ] ایک اور مقام پر فرمایا ہے: ((مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صَادِقًا مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) (مسند احمد) "جس نے سچے دل سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دیا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔"

مگر جو شخص زبان سے اقرار کرتا ہے مگر دل سے کلمہ کے مطالب سے انکاری ہے تو فقط زبانی اقرار کا کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے متعلق فرمایا ہے؛ وہ کہتے ہیں: ((نشهد انك لرسول الله)) "ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ﴾ (المنافقون: ۱) "اللہ بھی جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں اور اللہ یہ بھی گواہی دیتا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں۔" اسی طرح ایک اور آیت میں بھی اللہ نے ایسے لوگوں کی تکذیب کی ہے؛ فرمایا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ﴾ (البقرہ: ۸)

"کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔"

[1] اس کلمہ کی [اور اس کی روشنی میں توحید الٰہی کی] محبت دل میں اتنی ہو جو ہر نفرت کو فنا کر دے اور انسان توحید ربانی کی خاطر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہو۔ منافقین کی طرح نہ ہو جو زبان سے تو اس کا اقرار کرتے ہیں مگر دل میں یقین نہیں رکھتے۔ مشرکین مکہ کی طرح بھی نہ بنے کہ کلمہ کا معنی و مفہوم تو سمجھتے تھے مگر اس کلمہ کو قبول نہیں کرتے تھے۔ نیز اس کلمہ کے تقاضوں کی روشنی میں ایسی اطاعت کرے جو کہ صحیح اسلام کے لئے لازم و ضروری ہے۔ جو شخص ان باتوں پر یقین کرے اور ان پر عمل کرلے تو وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معانی و مطالب کو سمجھنے میں ذرا سی بھی تاخیر نہیں کرے گا اور پھر وہ دین پر عمل علی وجہ البصیرت کرے گا دین پر ثابت قدم رہے گا اور کبھی سیدھی راہ سے بھٹکے گا نہیں۔ (ان شاء اللہ) (الدرء السینة كتاب التوحيد 2/ 255)۔

اس سے مراد یہ بھی ہے کہ اس کلمہ کے معنی اور مطالب کی محبت دل میں پیوستہ ہو۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہر ایک چیز پر غالب اور ہر ایک محبت سے زیادہ ہو۔ اور ان لوگوں سے بھی محبت ہو جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر کاربند اور اس کے تقاضوں کو پورے کرنے والے ہوں۔ غرض کہ محبت اور نفرت، دوستی اور دشمنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کے معیار پر قائم کی جائے۔

۶۔چھٹی شرط:......تابعداری :اس کا معنی یہ ہے کہ صرف ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی جائے اور اس کی شریعت کے سامنے سرِتسلیم خم کیا جائے،اوراس شریعت کے برحق ہونے کا اعتقاد رکھا جائے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ﴾ (الزمر : ٥٤)

''اوراپنے رب کی طرف پلٹ آ ؤاوراس کے مطیع ہوجاؤ۔'' ❶

۷۔ساتویں شرط:......قبول جو انکار کے منافی ہو:یعنی توحیداور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنی کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ اسے؛اور جن معانی پر یہ کلمہ دلالت کرتا ہے انہیں بھی قبول کرے۔اور عبادات کوصرف اللہ کے لیے خاص کرے اورغیراللہ کی عبادت ترک کردے۔ ❷ فرمان الٰہی ہے:

---

❶ علامہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف جلدی رجوع کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:﴿وَأَنِيْبُوْا إِلَى رَبِّكُمْ﴾ سے مراد اپنے دلوں کے ساتھ رجوع ہے۔اور ﴿وَأَسْلِمُوْا لَهُ﴾: سے مراد اپنے باقی اعضاء سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہے۔کیونکہ جب انابت کے ساتھ اسلام کا ذکر بھی ہوتو اس سے مراد دل و اعضاء سے رجوع کرنا ہوتا ہے۔یعنی ظاہری اور باطنی طور پر انسان کامل اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے احکامِ شریعت کی پیروی کرے۔نیک اعمال میں جلدی کرنا انابت إلی اللہ کا حصہ اوراس کا مظہر ہے۔اور یہی انسان کے بہترین اوراچھے مسلمان ہونے کی نشانی ہے،جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ دِيْناً مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفاً﴾ ''اوراُس شخص سے کس کا دین اچھا ہوسکتا ہے جس نے حکمِ الٰہی کوقبول کیا اور وہ نیکوکار بھی ہے اورابراہیم کے دین کا پیرو ہے جو یکسومسلمان تھے۔''

❷ یعنی جب مشرکین کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے اقرار اور باقی معبودوں کے انکار کی دعوت دی جاتی تو وہ کلمہ توحیداوراس کے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے مقابلہ میں غروراورتکبر سے کام لیتے ،اوراس کی بات کو ماننے سے انکار کردیتے۔صرف یہی نہیں، بلکہ آپ ﷺ پر الٹے سیدھے الزام لگاتے اور تکلیف دیتے۔مشرکین کا یہ طرزعمل ان کی سب سے بڑی بدبختی تھی جس کی وجہ سے خودانہیں بھی حق بات قبول کرنے کی توفیق نہ ہوتی اورنہ ہی وہ اپنے ماتحت اورزیر اثر لوگوں کواسلام قبول کرنے دیتے۔اللہ تعالیٰ نے ان تمام تر الزامات کا رد کرتے ہوئے فرمایا:﴿ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ ''بلکہ وہ حق لے کرآئے ہیں اور پہلے انبیاء کی تصدیق کی ہے۔''
اور نبی صفاتِ حمیدہ کے حامل درست منہج کے داعی سچے مخبر اور واجب الاتباع والا یمان ہوتے ہیں۔ان کی بات نہ ماننا بڑی بدبختی اورشقاوت ہی شقاوت ہے؛فرمانِ الٰہی ہے:﴿ قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾ (البقرہ: ۱۳۶) '' تم کہو: ہم اللہ تعالیٰ پرایمان لائے ،اوراس چیز پر ایمان لائے جو ہماری طرف اتاری گئی ہے۔''(یعنی قرآن)اور جو اس کے باوجود ایمان نہ لائے اور آپ کے لائے ہوئے منہج اور شریعت کوقبول نہ کرے وہ آپ ﷺ کوتو کوئی نقصان نہیں دے سکتا مگر اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرکے اپنے آپ کوانتہائی [حاشیہ جاری ہے]

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۞ وَيَقُوْلُوْنَ اَءِنَّا لَتَارِكُوْا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ﴾ [الصافات : ۳۵]

''جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے تو یہ لوگ تکبر کرتے تھے (کہتے تھے) کیا ہم ایک دیوانے شاعر کے قول پر اپنے خداؤں کو چھوڑ دیں؟''

۸۔آٹھویں شرط:......اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام معبودوں کا انکار: یعنی کہ غیر اللہ کی عبادت سے برأت کا اظہار کیا جائے اور اس کے باطل ہونے کا عقیدہ رکھا جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے [1]:

﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى﴾

''جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا تو اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا۔''

[بقیہ حاشیہ] سخت بدبختی اور شقاوت سے دوچار کررہا ہے۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾ [الانعام : ۳۳] ''سو وہ آپ کو نہیں جھٹلاتے، لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔''

[1] اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کی پوجا کی جاتی ہو، (اور وہ اس پوجا پر راضی ہوں) وہ طاغوت ہیں؛ ان سب کا انکار کرنا، اوران سے بغض و نفرت رکھنا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کے سینے میں دو دل کبھی نہیں پیدا کیے؛ ایسا نہیں ہوسکتا کہ غیر اللہ کی بھی عبادت کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی بھی۔ غیر اللہ کی عبادت کے ساتھ جتنی بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوگی وہ سب کی سب ضائع اور بے فائدہ ہے۔ اس شرک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان تمام اعمال کو اکارت کر دیں گے، فرمان الٰہی ہے: ﴿ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (الانعام : ۸۸) ''یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے اس پر اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس پر چلاتا ہے اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے سب ضائع ہو جاتے۔''

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَفَرَ بِمَا يَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَرَّمَ مَالُهٗ وَ دَمُهٗ وَ حِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ .))

''جو شخص یہ کہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام معبودان باطلہ کا انکار کرے تو اس کا جان و مال سب حرام ہوگیا اور اس کا حساب اللہ عزوجل کے سپرد ہے۔''

شہادت محمد رسول اللہ ﷺ

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ [التوبه: ۱۲۸]

''تمہارے پاس ایک پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تم میں سے ہیں تمہارے نقصان کی بات ان پر نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہارے فائدے کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں ایمانداروں کے ساتھ بڑے شفیق اور مہربان ہیں۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ﴾ [المنافقون: ۱]

''اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بلاشبہ آپ یقیناً اس کے رسول ہیں۔''

اس کا معنی: ...... صمیم قلب سے اعتقاد اور پختہ تصدیق جس کے ساتھ زبان کا اقرار بھی شامل ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام ثقلین جن وانس کی طرف مبعوث کیا ہے۔

اس شہادت کے ارکان: ...... اس کے دو ارکان ہیں:

۱۔ آپ ﷺ کی رسالت کا اعتراف۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ﴾ [الفتح: ۲۹]

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔''

۲۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں: اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اشرف ترین مقامات پر آپ کی صفت بندگی بیان کی ہے۔ ان میں سے ایک مقام دعوت کا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا﴾

[الجن:۱۹]

''اور جب اللہ کا بندہ اللہ [1] کو پکارنے کے لیے کھڑا ہوا تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہو گئے۔''

پس آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، آپ کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

آپ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، آپ کی بندگی نہیں کی جا سکتی۔

اس کی شرائط و تقاضے:

اس کی چار شرائط ہیں:

۱۔ جو بات آپ نے بتائی ہے اس کی تصدیق کرنا۔

۲۔ حکم میں آپ کی تعمیل کرنا۔

۳۔ آپ کے منع کردہ اُمور سے مکمل اجتناب کرنا۔

۴۔ آپ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اللہ کی بندگی کرنا۔

[1] اللہ کے بندہ [عبداللہ] سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ انس و جن مل کر چاہتے ہیں کہ اللہ کے اس نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں۔ لیکن امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اسے رجوع کرنا قرار دیا ہے۔ یعنی جب بھی آپ ﷺ لوگوں کو قرآن سنانے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو مسلمان بھی آپ کی طرف دوڑے آتے ہیں اور کافر بھی۔ اگرچہ دونوں کے آنے اور ہجوم کرنے کا مقصد الگ الگ اور ایک دوسرے کے برعکس ہوتا ہے۔ مسلمان ہدایت کے طالب ہیں اس لیے وہ فوراً آپ ﷺ کی طرف چل پڑتے ہیں اور کافر یہ چاہتے ہیں کہ وہاں شور شرابا کر کے قرآن کی آواز لوگوں کے کانوں میں نہ پڑنے دیں یا اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ پر نظریں جما کر اور آپ ﷺ کو گھور گھار کر اتنا مرعوب کر دیں کہ آپ ﷺ قرآن سنانا بند کر دیں یا پھر اس لیے سننے آ جاتے ہیں کہ کوئی ایسا نکتہ ہاتھ آ جائے جس سے آپ ﷺ کو جھوٹا کیا جا سکے یا مذاق اڑایا جا سکے۔

شرک کی تاریخ

بنی آدم میں اصل چیز توحید ہے؛ جب کہ شرک بعد میں داخل ہوا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

’’آدم علیہ السلام سے لے کر نوح علیہ السلام تک دس صدیوں کا عرصہ تھا۔ یہ سب لوگ توحید پر تھے۔‘‘

روئے زمین پر اولین شرک کا ظہور:

نوح علیہ السلام کی قوم کے لوگوں نے صالحین کی شان میں غلو سے کام لیا؛ اوران کی تصاویر بنا کر رکھ لیں ۔ پھر اللہ کو چھوڑ کر ان کی ہی عبادت کرنے لگ گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی طرف نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جو انہیں توحید کی دعوت دیا کرتے تھے۔

موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں شرک:

ان لوگوں میں اس وقت شرک پیدا ہوا جب انہوں نے بچھڑے کی پوجا شروع کی۔

عیسائیوں میں شرک:

ان میں عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد شرک اس وقت شروع ہوا جب پولس آیا، اوراس نے دھوکا بازی اور منافقت سے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان کا اظہار کیا اور عیسائیوں کے دین میں بگاڑ پیدا کرنے کے لیے عقیدہ تثلیث اورصلیب پرستی کے ساتھ ساتھ صنم پرستی بھی داخل کردی۔

اہل عرب میں شرک:

ان لوگوں میں شرک اس وقت شروع ہوا جب عمرو بن لحی خزاعی نے ابراہیم علیہ السلام کے دین میں بگاڑ پیدا کیا۔اور باہر سے بت لاکر ارض حجاز میں پہنچائے اور لوگوں کو ان کی عبادت

کرنے کا حکم دیا۔

امت محمد ﷺ میں شرک:

اس امت میں چوتھی صدی ہجری کے بعد فاطمی شیعہ کے ہاتھوں پر اس وقت شروع ہوا جب انھوں نے قبروں پر درگاہیں بنالیں اور میلاد کی بدعت ایجاد کی اور صالحین کی شان میں غلو کیا۔

اور ایسے ہی اس شرکیہ کام میں بگڑی ہوئی صوفیت [صوفیا] کا بھی بڑا دخل ہے، جو تصوف کے مختلف سلسلوں کی طرف منسوب ہیں۔[اور اولیاء کی شان میں غلو کرتے ہیں]

شرک کا معنی اور اس کی اقسام

شرک کا معنی:

لغت میں:......اشتراک اور برابری کرنے (اورساتھ ملانے) کو کہتے ہیں۔

شریعت میں:......اللہ تعالیٰ کی خصوصیات میں غیر اللہ کو اس کے ساتھ برابر کرنا۔

شرک کی اقسام:

۱۔ شرک اکبر:...... ہر وہ امر جسے شارع نے شرک کہا ہو، اور جس سے انسان کا دین سے خروج لازم آتا ہو۔

۲۔ شرک اصغر:...... ہر وہ قولی یا فعلی عمل جس پر شرک یا کفر کا اطلاق شریعت میں ثابت ہو، لیکن دلائل کی روشنی میں ثابت ہوتا ہو کہ ایسا انسان دین سے خارج نہیں ہوتا۔

شرک اکبر اور شرک اصغر میں فرق:

شرک اکبر اور شرک اصغر کی وضاحت اس نقشہ کی مدد سے کی جاتی ہے:

شرك اكبر	شرك اصغر
انسان کو دین اسلام سے خارج کر دیتا ہے	دین سے خارج نہیں کرتا۔
شرک اکبر کرنے والا دائمی جہنمی ہے۔	اگر جہنم میں چلا گیا تو ہمیشہ نہیں رہے گا۔
اس سے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔	تمام اعمال ضائع نہیں ہوتے ؛صرف وہی عمل ضائع ہوتا ہے جس میں شرک کی آمیزش ہوئی ہو
اس کی وجہ سے خون اور مال مباح ہو جاتا ہے۔	خون و مال مباح نہیں ہوتا۔

شرک اکبر کی اقسام:

شرک اکبر کی چار اقسام ہیں:

پهلي قسم :......دعاء میں شرک: اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ﴾ [العنکبوت: ٦٥]

''پس جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں، اس کے لئے عبادت کو خالص کر کے؛ پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔''

دوسري قسم :......نیت وارادہ اور قصد میں شرک: اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَ هُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ○ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○﴾ [هود ١٥-١٦]

''جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہے تو ہم ایسے لوگوں کو دنیا میں ہی ان کے اعمال کا پورا بدلہ دے دیتے ہیں اور وہ دنیا میں گھاٹے میں نہیں رہتے۔ یہی لوگ ہیں جن کا آخرت میں آگ کے سوا کچھ حصہ نہیں۔ جو کچھ انہوں نے دنیا میں بنایا وہ برباد ہوجائے گا اور جو عمل کرتے رہے وہ بھی بے سود ہونگے''۔

تيسري قسم :......اطاعت میں شرک: اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ اِتَّخَذُوٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ [التوبة: ٣١]

''ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنالیا اور مریم کے بیٹے مسیح کو؛ حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کا حکم

دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔''

اس آیت کی وہ تفسیر جس میں کوئی اشکال نہیں، وہ یہ ہے کہ:

''گناہ کے کاموں میں علماء وعباد کی اطاعت۔نہ یہ کہ انہیں پکارا جانا] اور ان سے حاجات طلب کرنا]۔جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تفسیر سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے سامنے فرمائی؛ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: ''ہم تو ان کی عبادت نہیں کرتے تھے۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بتایا کہ گناہ کے کاموں میں ان کی اطاعت کرنا ہی ان کی عبادت تھی۔''

چوتھی قسم:......محبت میں شرک: اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ﴾ [التوبة: ۳۱]

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ تعالیٰ سے ہونی چاہیے۔''

❶ شرک کی اقسام بیان ہو چکیں۔شرک اکبر کی وجہ سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے؛ غیر اللہ کو سجدہ کرنا؛ غیر اللہ کو اپنا خالق و مالک جاننا، یہ سب شرک اکبر ہے۔ایسے ہی غیر اللہ سے دعا مانگنا؛ انہیں اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنا، ان کے نام کے چڑھاوے چڑھانا؛ نذر نیازیں دینا سب امور شرک میں سے ہیں۔بعض علماء نے شرک اکبر کی بذیل مزید اقسام بیان کی ہیں۔

ا:......شرک فی العلم: یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے ظاہری چیزوں کی حقیقت دریافت کرنا بندوں کے اختیار میں دیا ہے، یعنی جب کسی انسان کا دل چاہتا ہے کہ کسی چیز کا ذائقہ دریافت کرے، وہ کرسکتا ہے۔اسی طرح جب چاہیں غیب کی کوئی بات دریافت کرلیں؛ تو ایسا نہیں کرسکتا؛ اس لیے کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔[حاشیہ جاری ہے]

[بقیہ حاشیہ] اللہ تعالیٰ نے کسی نبی ولی، کسی جن اور فرشتہ اور کسی امام اور بڑے کو یہ طاقت نہیں بخشی کہ وہ جب چاہیں غیب کی خبر معلوم کر لیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ سے جب اور جس کو جتنا چاہتا ہے اسے اتنا بتا دیتا ہے۔ اس پر کسی اور کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ﴾ [الانعام: ٥٩] ''اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں؛ اس کے علاوہ اسے کوئی نہیں جانتا۔'' اور فرمایا: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ ٱلْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِى نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِى نَفْسٌۢ بِأَىِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ [لقمان: ٣٤] ''بے شک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کی خبر، اور وہی بارش برساتا ہے، اور جانتا ہے جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے۔ کوئی جی یہ نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا، اور نہ ہی کوئی جی یہ بات جانتا ہے کہ وہ کس زمین میں مرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والے اور خبر دار ہیں۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ((مَنْ اَخْبَرَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ، فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْيَةَ .)) (بخاری) ''جس نے تجھے یہ خبر دی کہ بیشک محمد ﷺ وہ پانچ باتیں جانتے تھے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اسی کے پاس ہے قیامت کا علم، سو اس نے بہت بڑا بہتان گھڑا۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ غیب جاننے اور کشف کا دعویٰ کرتے ہیں، اور کوئی فال وغیرہ نکال کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور اس طرح کسی کی جگہ کے جھوٹے اور خلاف شرع استخارے اپنے بنائے ہوئے طریقہ کے مطابق کرنا، یہ سب دھوکہ بازی اور سادہ لوح اور مخلص عوام کے ایمان پر ڈاکہ زنی ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ ایسے ایمان کے ڈاکوؤں سے بچ کر رہیں۔ ان لوگوں کے پاس شیطان ہوتے ہیں جو ان کو آسمانی خبریں چرا کر بتاتے ہیں؛ اور پھر یہ ایک سچ میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں کو بتاتے اور گمراہ کرتے ہیں۔ اور سادہ عوام جب ایک سچ بات سنتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ باقی بھی سچ ہوگا؛ اور یہ پیر بڑا ہی غیب جاننے والا ہے۔ حالانکہ اس شیطان نے یہ سب کچھ شیطان سے سیکھ کر بتایا ہوتا ہے۔ علماء نے غیب کی تعریف میں لکھا ہے کہ: ''غیب وہ ہے جو حواس خمسہ سے براہ راست یا کسی مدد کے ذریعے معلوم نہ ہو سکے۔'' مثلاً رحم کے اندر الٹرا سون کے ذریعہ دیکھ لینا کہ یہ بچہ ہے یا بچی، یہ غیب نہیں، کیونکہ حواس خمسہ سے اس کا علم حاصل ہو رہا ہے۔ غیب یہ ہے کہ اس بات کا پتہ چلایا جائے کہ یہ ہونے والا بچہ یا بچی بد بخت ہیں، یا نیک بخت۔ ان کی عمر کتنی ہوگی، اور ان کو روزی کہاں سے ملے گی؟'' یہ غیب ہے اور اس کی خبر کوئی نہیں لگا سکتا۔

ب:......تصرف میں شرک: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿قُلْ مَنۢ بِيَدِهِۦ مَلَكُوتُ كُلِّ شَىْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ٥ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ﴾ [المومنون: ٨٨، ٨٩] ''آپ ان سے پوچھئے: وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر ایک چیز کی بادشاہی ہے، اور وہ پناہ دیتا ہے اور کوئی اسے پناہ نہیں دے سکتا اگر تم یہ چیز جانتے ہو؟ وہ ضرور کہیں گے اللہ، پھر آپ پوچھیں: تم کہاں سحر زدہ ہوئے بھٹکتے ہو۔'' کائنات میں تصرف واختیار کرنا، حکم چلانا، اپنی مرضی سے مارنا اور زندہ کرنا۔ فراخی اور تنگی اور بیماری وصحت، فتح وشکست، اقبال وادبار، مرادیں پوری کرنا بلائیں ٹالنا، اور مشکل اوقات میں مدد کرنا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔

ج:......عبادت میں شرک: وہ کام جو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں جن کے کرنے سے اللہ تعالیٰ [حاشیہ جاری ہے]

[بقیہ حاشیہ] راضی ہوتے ہیں اور ان افعال کے کیے جانے کو پسند کرتے ہیں؛ ان کو عبادات کہتے ہے۔ جیسے سجدہ کرنا، رکوع کرنا اور ہاتھ جوڑ کر اس کے سامنے کھڑا ہونا اس کے نام کا روزہ رکھنا، مشکل میں پکارنا اس کے گھر کی طرف چل کر جانا یہ سب امور عبادت اور اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں؛ ان کا کسی اور کے لیے کرنا شرک ہے۔ توحید الوہیت کی دعوت تمام انبیاء نے دی ہے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ [النحل: ٣٦] ''اور تحقیق ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت سے بچ کر رہو۔''

اور ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيْ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ [الانبیاء: ٢٥] ''اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی طرف وحی کرتے تھے کہ بے شک میرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے پس میری ہی بندگی کرو۔''

د:......روز مرہ کے کاموں میں شرک: جیسا کہ مصیبت کے وقت غیر اللہ کی نذر ماننا، کام شروع کرتے وقت کسی غیر اللہ کا نام لینا اور اس سے مدد چاہنا، اس کے نام کے جانور ذبح کرنا، اپنے بچوں کے نام غیر اللہ کے نام پر رکھنا، جیسے غوث بخش، پیر بخش؛ حسین بخش؛ عنایت بخش؛ عنایت حسین اور عنایت علی وغیرہ۔ اور ایسے ہی غیر اللہ کے نام کی قسم اٹھانا جیسے یہ کہنا کہ: تمہارے سر کی قسم، یا تمہارے باپ کی قسم وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ .)) [صحیح/ حاکم]۔

''جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے کفر کیا، بلکہ شرک کیا۔''

ایسے ہی مختلف پیروں کے نام کے کھانے پکانا مختلف قبروں اور مزاروں پر جھنڈے چڑھانا۔ نجومی، جادوگر اور فال نکالنے والوں کے پاس جانا اور ان کی باتوں پر یقین کرنا، اللہ تعالیٰ کے ہاں نام نہاد پیروں کو سفارشی بنانا یہ سب امور شرک میں سے ہیں۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے: یعنی یہ اعتقاد اور شعور کہ ہمارے حالات جاننے، اور ان میں با اختیار خود تصرف کرنے میں ہمارے معبود (اللہ جل شانہ) کا ما فوق الاسباب غیبی قبضہ ہے۔ اور اسی اعتقاد کے تحت اپنے معبود کو پکارا جائے، اور اس کی حمد وثنا کی جائے، نذر و نیاز اور رکوع اور سجود سے اس کی تعظیم بجالائی جائے، تو یہ سب کچھ عبادت ہے۔'' (مدارج السالکین ١٤٠)

اور عبادت کا کوئی بھی کام غیر اللہ کے لیے کرنا شرک ہے۔

شرک اکبر اور شرک اصغر کی مثالیں

شرک اکبر کی مثالیں:

ا: شرک اکبر جلی:...... غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا ، غیر اللہ کے نام کی نذر ماننا، اور غیر اللہ سے مدد مانگنا۔

ب: شرک اکبر خفی:....... جیسے منافقین کا شرک اور ریا کاری، مثلاً: دل میں غیر اللہ کا خوف یعنی ایسی بات پر خوف رکھنا جس پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی قادر نہیں۔

شرک اصغر کی مثالیں:

ا: شرک اصغر جلی:...... غیر اللہ کی قسم اٹھانا، اور یہ کہنا جو اللہ تعالیٰ چاہے اور تم چاہو۔ اور یہ کہنا: اگر اللہ تعالیٰ اور تم نہ ہوتے۔"

ب: شرک اصغر خفی:...... جیسے معمولی قسم کی ریا کاری۔ اور پرندوں سے فال نکالنا۔

شرک سے بچنے کی مفید دعا:

سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے لوگو! شرک سے بچ کر رہو، بے شک یہ چیونٹی کی چال سے زیادہ مخفی ہوتا ہے۔"

پھر ایک انسان نے آپ سے عرض کیا: "یا رسول اللہ! جب یہ چیونٹی کی چال سے زیادہ مخفی ہے تو ہم اس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟۔ تو آپ نے فرمایا: "تم یوں کہا کرو:

((اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُشْرِكْ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهُ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُهُ.)) [رواه أحمد و حسنه الالبانی]

"اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم جانتے ہوئے تیرے ساتھ شرک کا ارتکاب کریں، اور اس جس چیز کو ہم نہیں جانتے اس پر تیری مغفرت کے طلب گار ہیں۔"

شرک کا خطرہ اور سزا

۱:......اگر شرک کا مرتکب توبہ کے بغیر مر جائے تو اس کی مغفرت نہیں ہوگی ۔فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

[النساء : ١١٦]

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کونہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔''

۲:......مشرک انسان ملت اسلام سے خارج اور مباح الدم والمال ہے، جیسا کہ فرمایا:

﴿فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَ احْصُرُوْهُمْ وَ اقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ﴾ [التوبة : ٥]

''پھر حرمت والے مہینوں کے گزرتے ہی مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو، انہیں گرفتار کرو، ان کا محاصرہ کرو اور ان کی تاک میں ہر گھاٹی میں جا بیٹھو۔''

۳:......اللہ تعالیٰ مشرک کا کوئی عمل قبول نہیں کرتے اور اس کے سابقہ نیک اعمال بھی برباد کر دیے جاتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَدِمْنَآ إِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا﴾[الفرقان : ٢٣]

''اور انہوں نے جو جو اعمال کیے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ أُوْحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ [الزمر : ٦٥]

’’یقیناً آپ کی طرف بھی اورآپ سے پہلے انبیاء کی طرف بھی وحی کی گئی کہ اگرآپ نے بھی شرک کیا تو بلاشبہ آپ کا عمل ضائع ہو جائے گا اوریقیناً آپ زیاں کاروں میں سے ہو جائیں گے۔‘‘

۴:......مشرک انسان پر اللہ تعالیٰ نے جنت کوحرام کردیا ہے، اوراس کا ٹھکانا ہمیشہ ہمیشہ کے لیےجہنم میں ہوگا[اوراسے کسی کی کوئی شفاعت کچھ بھی کام نہیں آئے گی؛ کیونکہ حصول شفاعت کے لیےتوحید بنیادی شرط ہے]۔فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَأْوٰىهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾ [المائدة : ۷۲]

’’یقین مانو کہ جوشخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے اور گناہ گاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔‘‘

نواقض اسلام

نواقض[ناقض کی جمع ہے؛ناقض] کہتے ہیں کسی عمل کوخراب ، فاسد، باطل کرنے والے قول اورعمل کو۔یہ امور بہت زیادہ ہیں ۔لیکن ان میں سے زیادہ خطرناک اورکثیر الوقوع دس چیزیں ہیں :

۱۔ اللہ تعالیٰ کیساتھ شرک کرنا: شرک میں سے غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا بھی ہے، جیسے کسی قبر پر ذبح کرنا یا پھر جنات[یا شیاطین] کے لیے ذبح کرنا۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کونہیں بخشتا اوراس سے کم گناہ جسے چاہے بخش دیتا ہے۔'' [النساء: ١١٦]

۲۔ اپنے اوراللہ تعالیٰ کے درمیان واسطے بنانا ان کوسفارشی بنانا ان پر بھروسا کرنا۔ [1]

---

[1] اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ﴾ [یونس : ١٨] ''یہ لوگ اللہ کے علاوہ ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جوان کونقصان دے سکتے ہیں نہ فائدہ۔اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں''۔
یہی حال وحکم ان لوگوں کا بھی ہے جوقبروں اورمزارات پر حاضریاں دیتے ہیں، وہاں وہ عبادات بجالاتے ہیں جوصرف اللہ کے لئے لائق ہیں جیسے دعا، نذر، ذبح وفریاد کرنا ،قبروں کے گردطواف کرنا؛ یہ سب کام وہ اس امید پر کرتے ہیں کہ یہ قبروں اورمزاروں والے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی سفارش کریں گے۔موجودہ دورمیں سب سے زیادہ واقع ہونے والا اورسب سے زیادہ خطرناک اسلام کا مخالف اور ناقض فعل یہی ہے ۔کیونکہ اسلام کے بہت سے نام لیواؤں نے جواسلام کی اصل حقیقت سے واقف نہیں ہیں اپنے اوراپنے رب کے درمیان بہت سے وسیلے اورذریعے بنارکھے ہیں۔یہ لوگ اپنے فاسد خیالات ونظریات کی وجہ سے براہ راست اللہ تعالیٰ کونہیں پکارتے بلکہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تک رسائی کے لئے کوئی وسیلہ اورزینہ بنانا بہت ضروری ہے،جیسا کہ دنیا کے کسی بادشاہ کے پاس جا کر براہ راست سوال نہیں کیا جاسکتا۔اللہ تعالیٰ تو ان بادشاہوں سے بڑھ کر ہے اس کو براہِ راست کیسے پکارا جائے؟جب کہ وہ یہ کہہ کراللہ کی شان میں گستاخی کررہے ہیں۔کیونکہ-نعوذ باللہ-اس طرح کہہ کرانہوں نے تو اللہ تعالیٰ کواس کی کمزورو ناتواں مخلوق سے مشابہ ومثل کردیا ہے۔ان کے متعلق ارشادِالٰہی ہے:[جاری ہے]

[بقیہ حاشیہ] ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ٥ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ﴾ [سبا: ۲۲-۲۳] ''فرما دیجئے کہ اللہ کے سوا جن کا تمہیں گمان ہے سب کو پکارلو نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے اور نہ ہی اس میں ان کا کوئی حصہ ہے۔ نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔ کسی کی شفاعت اس کے پاس کچھ فائدہ نہیں دے گی۔ سوائے اس کے جسے وہ اجازت دے۔''

مشرکین قدیم ہوں یا جدید؛ شفاعت قہری کے عقیدہ سے وابستہ ہو کر شرک اکبر میں مبتلا ہو چکے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر قیامت کے دن ایسی کسی بھی قسم کی شفاعت کی نفی کی ہے۔ جس کا یہ مشرکین عقیدہ اور گمان رکھتے ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ [البقرة: ۲۵٤] ''اے ایمان والو! جو مال ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ (اللہ کی راہ میں) کرتے رہو اس سے پہلے کہ وہ دن آئے، جس میں نہ کوئی تجارت کام آئے گی نہ دوستی اور نہ شفاعت اور کافر ہی ظالم ہیں۔'' نیز فرمان الٰہی ہے: ﴿وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ﴾ [الانعام: ٥١]

''اور تم قرآن کے ذریعہ سے ان لوگوں کو ڈراؤ جو اس بات سے ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار کی طرف اٹھائے جائیں گے (اور) اس کے سوا ان کا کوئی کارساز اور سفارش کرنے والا نہیں ہے تا کہ وہ پرہیز گار بنیں''۔

ان مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شفاعت کی نفی کی گئی ہے وہ شفاعت قہری ہے۔ یعنی مشرکین یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ہمارے اولیاء وصالحین کا اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسا مقام ہے کہ وہ جس کو چاہیں اللہ کے عذاب سے چھڑا لیں۔ جیسا کہ ہمارے دور کے لوگ بھی کہتے ہیں: ''خدا کا پکڑا چھڑائے محمد...... محمد کا پکڑا چھڑا کوئی نہیں سکتا۔''

اور کہتے ہیں: ان کی جاہ سے طلب کی جانے والی سفارش قابل قبول ہوگی۔ مگر ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ [البقرة: ۲۵۵] ''(اللہ) کی اجازت کے بغیر کون ہے جو اس کے پاس سفارش کرے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ﴾ [الانبياء: ۲۸]

''یہ (فرشتے) کسی کی سفارش نہیں کرتے۔ علاوہ ان کے جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہو۔ وہ تو خود ہیبتِ الٰہی سے لرزاں و ترساں ہیں۔'' فرمان الٰہی ہے: ﴿قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ [الزمر: ٤٤] ''فرما دیجیے کہ: سب شفاعت اللہ ہی کے اختیار میں ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کے لئے ہے پھر تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے''۔

ارشادِ الٰہی ہے: ﴿وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى﴾ [النجم: ۲٦] ''بہت سے فرشتے آسمانوں میں ہیں جن کی سفارش کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی، مگر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد اور اس کے لئے صرف جس کو اللہ تعالیٰ چاہے، اور پسند فرمائے۔''

شفاعت کے باب میں دو باتوں کا خیال کرنا بہت ضروری ہے:

۱۔ سفارش کرنے والا اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد ہی کوئی سفارش کر سکے گا۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: [جاری ہے]

۳۔ جو شخص مشرکوں کو کافر نہ سمجھتا ہو یا ان کے کفر میں شک کرتا ہے یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھتا ہے تو یہ شخص کافر ہے۔ ❶

۴۔ اسلام پر ترجیح: اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ رسول اللہ ﷺ کے راستے سے ہٹ کر کسی کا طریق کار زیادہ کامل اور اچھا ہے، اور اس میں کامیابی ہے۔ یا یہ کہ غیر کا حکم اور رسول اللہ ﷺ کا حکم برابر ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں۔ یا پھر جو کوئی رسول اللہ ﷺ کے حکم پر کسی دوسرے طاغوت کے حکم کو ترجیح دیتا ہو؛ تو ایسا انسان کافر ہے۔ ❷

[بقیہ حاشیہ] ﴿مَن ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِندَہٗ إِلَّا بِإِذْنِہِ﴾ [البقرۃ: ۲۵۵]
''کون شخص ہے جو اللہ کی اجازت کے بغیر اس کے ہاں شفاعت کرے گا۔''

۲۔سفارش کی اجازت اللہ صرف انہی لوگوں کے لئے دے گا جن سے اللہ راضی ہوگا اور پسند فرمائے گا۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا یَشْفَعُوْنَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی﴾ [الانبیاء: ۲۸]
''یہ (فرشتے) کسی کی سفارش نہیں کرتے۔ علاوہ ان کے جن کے لئے اللہ تعالیٰ پسند فرمائے۔''

جبکہ مشرکوں کے اعمال کوڑا کرکٹ کی مانند ضائع ہو جائیں گے ان کے لئے کوئی شفاعت نہ ہوگی۔ ان کی خواہشات کے برعکس کوئی سفارشی ان کو میسر نہ آئے گا، کیونکہ جو شخص توحید پر عمل کیے بغیر اپنی شفاعت چاہتا ہے تو اس کا انجام محرومی کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟

❶ مطلب یہ ہے کہ جو مسلمان اس شخص کے کافر ہونے میں شک کرے جسے امت محمدیہ نے بالاتفاق کافر قرار دیا ہو جیسے عیسائی اور مشرک وغیرہ۔ شرک چند مخصوص چیزوں کا نام نہیں بلکہ شرک یہ ہے کہ اللہ کے لئے جو اعمال و صفات خاص ہیں وہ کسی اور کے لئے ماننا۔ (الدرء النضیہ ص: ۱۸)۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس لیے ہم ہر اس شخص کو بھی کافر کہتے ہیں جو اسلام کے علاوہ کسی بھی (دوسرے) مذہب کے ماننے والے کو کافر نہ کہے؛ یا ان کو کافر کہنے میں تردد کرے؛ یا ان کے کفر میں شک وشبہ کرے؛ یا ان کے مذہب کو درست کہے۔ اگرچہ یہ شخص اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہو، اور اسلام کے علاوہ ہر مذہب کو باطل بھی کہتا ہو؛ تب بھی یہ غیر مذہب والوں کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہے۔ اس لیے کہ یہ شخص ایک مسلّمہ کافر کو کافر کہنے کی مخالفت کرکے اسلام کی مخالفت کرتا ہے؛ اور یہ دین پر کھلا ہوا طعن اور اس کی تکذیب ہے۔'' [إکفار الملحدین: ۲۲۱]

کفار سے بیزاری، ان کے ساتھ اختلاط سے پرہیز، اور ان کے احکام جاننا ضروری ہیں، تاکہ کفر کی حقیقت کا پتہ چل سکے، اور مسلمان کے حقوق ضائع نہ ہوں؛ جیسے حقوق وراثت، حقوق ولایت، کفالت وتربیت وغیرہ۔ کیونکہ ہمیں مسلمانوں کے ساتھ دوستی کرنی ہے، کافروں کیساتھ نہیں۔ ایسے ہی وہ شخص بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے جو کسی کافر اور مرتد کو تاویل کرکے مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جو شخص یمامہ والوں کے حق میں تاویل (کرکے ان کو مسلمان ثابت) کرے وہ کافر ہے، اور جو شخص کسی قطعی اور یقینی کافر کو کافر نہ کہے، وہ بھی کافر ہے۔'' [منہاج السنۃ ۲/ ۲۳۳]

[حاشیہ جاری ہے]

۵۔ رسول اللہ ﷺ کے کسی طریقہ سے نفرت اور بغض رکھنا۔اگر اس کے مطابق عمل بھی کرے گا تو کفر کا مرتکب ہوگا۔ ❶

[سابقہ صفحہ سے] ❷ اس میں بذیل امور شامل ہیں:ا۔ یہ اعتقاد رکھنا کہ لوگوں کے تیار کردہ نظام اور قوانین اللہ کی شریعت سے افضل ہیں۔فرمان الٰہی ہے:﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ﴾ [الشوریٰ : ٢٠] ''کیا ان کے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین ایجاد کیا ہے،جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔''......چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حاکم اور امام مقرر کیا ہے،لہٰذا آپ کے حکم کو بے چون وچراں تسلیم کیا جائے،ارشاد الٰہی ہے:﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [النساء: ٦٥] ''آپ کے رب کی قسم! یہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے، جب تک اپنے آپس کے تمام اختلافات میں آپ کو حاکم تسلیم نہ کرلیں،اور پھر اپنے نفوس میں آپ کے فیصلہ کے خلاف کوئی تنگی بھی نہ پائیں اور اسے صحیح طور پر مان لیں۔''

٢۔یہ اعتقاد رکھنا کہ ''دین اسلام کی تطبیق اور نفاذ ممکن نہیں۔اور یہ دین اس دور کے مسلمانوں کے پیچھے رہ جانے کی وجہ ہے۔''

٣۔یا یہ اعتقاد رکھنا کہ دین انسان کے اپنے رب سے تعلق کا نام ہے،اور اسے باقی امور زندگی میں کوئی دخل نہیں۔

٤۔یا یہ اعتقاد کہ شرعی حدود جیسے چور کا ہاتھ کاٹنا،اور شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا،اس زمانے کے ساتھ مناسب نہیں ہیں؛ حالانکہ اسلام قیامت تک آنے والے لوگوں کا دین ہے۔جو کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی عین مصلحت کے مطابق نازل کیا ہے۔اور ایسا ہرگز ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کسی کام کے کرنے کا حکم دیں،اور اس کا ہونا ناممکن ہو؛ یہ سراسر الزام ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ [البقرہ: ٢٨٦] ''اللہ تعالیٰ کسی جی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر کسی چیز کا مکلّف نہیں ٹھہراتے،ہر نفس کے لئے وہی ہے جو اس نے کمایا،اور اس پر اسی کا بوجھ ہے جو اس نے کیا ہو۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ [المائدۃ: ٤٤]
''اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے،پس وہی لوگ کافر ہیں۔''

امام طاؤس (رحمہ اللہ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:''اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بغیر فیصلہ کرنے والا کافر ہے۔''

❶ دلیل:اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ﴾ [محمد: ٩] ''یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ چیز کو ناپسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام اعمال بیکار کردیے۔''

اور فرمایا:﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [نور: ٦٣] ''سو چاہیے کہ وہ لوگ ڈر جائیں جو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں کہ انہیں کوئی آزمائش پہنچے،یا دردناک عذاب میں مبتلا کردیے جائیں۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسكتم بِهَا كِتَابُ اللهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهِ))
''میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں تم ہرگز کبھی بھی گمراہ نہ ہوگے جب تک ان کو مضبوطی سے تھام رکھوگے،وہ ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔''نیز اس میں رسول اللہ ﷺ سے بغض رکھنا،[جاری ہے]

٦۔ جس نے رسول اللہ ﷺ کے دین میں سے کسی چیز کا یا ثواب یا عذاب کا مذاق اڑایا۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾ [التوبہ: ٦٦]

”(اے محمد!) ان سے کہہ دیجئے کیا اللہ یا اس کی آیات اور اس کے رسول کا تم مذاق اڑاتے ہو؟ بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔“

٧۔ جادو:......اس میں نفرت یا محبت پیدا کرنے کے اعمال کروانا بھی شامل ہیں [1] اور یہ حکم ان لوگوں کو بھی شامل ہے جو جادو کرتے ہوں یا پھر جادو پر راضی رہتے ہوں۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَا اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾

[البقرہ: ١٠٢]

”وہ کسی کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم فتنہ ہیں

[بقیہ حاشیہ] آپ ﷺ کو برا بھلا کہنا، سب وشتم کر کے ایذا رسانی کرنا بھی شامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑانا یا انہیں تکلیف دینا بھی عین کفر کے کاموں میں سے ہے۔

[1] اس میں وہ سارے اعمال، تعویذات شامل ہیں جو دو افراد یعنی میاں بیوی میں نفرت یا جدائی پیدا کرتے ہوں۔ یا ایسے تعویذ گنڈے جو دو افراد میں محبت پیدا کرنے کے لئے کیے جاتے ہیں؛ یہ سب اعمال جادو میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ شرکیہ اعمال ہیں؛ کیونکہ ان کو نفع ونقصان کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اور اللہ کے علاوہ کسی اور سے نفع یا نقصان کی توقع رکھنا شرک وکفر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبٌ بِالسَّيْفِ “”جادوگر کی سزا تلوار سے اس کا سر قلم کرنا ہے۔“ اور فرمایا: ”اِجْتَنِبُوْا سَبْعَ الْمُوْبِقَاتِ ...... وَالسِّحْرُ “”سات ہلاکت خیز گناہوں سے بچو......– اور ان میں سے ایک کے متعلق فرمایا: ”اور جادو سے بچو۔“ [بخاری]

جادو سے مراد وہ اعمال اور حیلے بھی ہیں جن سے دل، آنکھوں اور جسم میں تاثیر پیدا ہوتی ہے۔ اور اسکے نتیجہ میں میاں بیوی میں جدائی، کسی کے دل میں کسی کی طرف رغبت ڈالنا، انسان کو بیمار اور پریشان کرنا اور قتل کرنا بھی ممکن ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام احمد اور امام مالک رحمہم اللہ نے جادو سیکھنے، سکھانے، اور کرنے پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

ابن قدامہ مقدسی نے اجماع امت نقل کیا ہے کہ: جادو سیکھنا اور سکھانا اور جادو کرنا کفر ہے۔ (افصاح: 226/2)

تم کفر مت کرو۔''

۸۔مسلمانوں کے خلاف مشرکین کا ساتھ دینا اوران کی مدد کرنا: اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾

''جس نے تم میں سے ان کافروں سے دوستی کی وہ انہی میں سے ہوگا۔اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔'' [1] [المائدہ: ۵۱] (مجموعۃ التوحید)

۹۔ اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ بعض پیروں اور ولیوں، یا کسی اور کو محمد ﷺ کی شریعت کے خلاف کام کرنے کی اجازت ہے، جیسے حضرت خضر علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے برعکس کام کرنے کی اجازت تھی۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ [آل عمران: ۸۵]

---

[1] ایمان کے منافی امور میں سے یہ بھی ہے کہ مومنوں کے مقابلہ میں کافروں سے دوستی رکھی جائے،اس لئے کہ مسلمانوں پر کافروں، یہود و نصاریٰ، نیز تمام مشرکوں سے دشمنی رکھنی واجب ہے اوران سے محبت رکھنے سے احتیاط و پرہیز ضروری ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے::﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ﴾ [الممتحنہ: ۱] ''اے ایمان والو! میرے اوراپنے دشمن کو اپنا دوست مت بناؤ تم ان کو محبت کی نظر سے دیکھتے ہو، اور وہ اس چیز کا کفر کرتے ہیں جو تمہارے پاس سچ آ پہنچا ہے۔''

یہاں تک کہ اگر باپ دادا کافر ہوں تو ان سے محبت رکھنا حرام ہے،جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ﴾ (المجادلۃ: ۲۲)''اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اوراس کے رسول سے دشمنی کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے اگر چہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلہ) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں۔''

اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے یہود ونصاریٰ کا مکروفریب،ان کی ریشہ دوانیاں ، اہل اسلام کے ساتھ ان کی جنگیں،اوردین کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنا،اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے بھاری مال خرچ کرنا،ان کے یہ تمام معاملات بالکل واضح ہیں۔موجودہ دور میں کفار ومشرکین کے ساتھ بعض مسلمانوں کی دوستی کی ایک صورت یہ ہے کہ ان کے ساتھ بغیر کسی دعوتی مقصد کے رہائش اختیار کی جائے،یا بلاضرورت ان کے شہروں کا سفر کیا جائے اوران کا لباس،ان کی عادات واطوار اور عام طرز زندگی میں ان کی مشابہت اختیار کی جائے،ان کی زبان وتہذیب اپنائی جائے۔

''جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے گا وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ انسان آخرت میں گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا۔''

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے دین سے روگردانی کرنا۔ نہ اس کی تعلیم حاصل کرے، اور نہ ہی اس کے مطابق عمل کرے۔ [1] اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ﴾ [السجدہ: ۲۲]

''اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا؟ جس کو اس کے پروردگار کی آیات سے یاد دہانی کرائی گئی، مگر اس نے منہ موڑا، بے شک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔''

دو اہم نوٹ:

❀ پہلی بات:...... ان نواقض کا ارتکاب کرنے والے تمام لوگوں کے لیے ایک ہی حکم ہے اس میں کوئی فرق نہیں کیا جائے گا کہ کوئی مذاق میں ایسی بات کہہ رہا ہے یا سنجیدگی میں، یا پھر خوف کے مارے ایسی بات کہہ رہا ہے۔ سوائے اس انسان کے جس پر زبردستی کرتے ہوئے یہ کلمات کہلوائے جائیں۔

❀ دوسری بات:...... ان تمام نواقض کے خطرات سب سے زیادہ ہیں۔ اور اکثر طور پر پیش آنے والی باتیں ہیں۔ مسلمان پر واجب ہوتا ہے کہ ان باتوں سے بچ کر رہے اور اپنے نفس پر ان کلمات کے صادر ہونے کا خوف محسوس کرتا رہے۔

[1] اس سے مراد اتنی تعلیم کا حصول ہے جس سے انسان اپنی روزمرہ کی عبادت کو بطریق احسن ادا کر سکے؛ اور توحید وشرک کی پہچان حاصل ہو۔

طاغوت کا انکار

کفر بالطاغوت کا مطلب؟

لغوی مطلب:...... یہ لفظ طغیان سے نکلا ہے، حد سے تجاوز کر جانے کو''طغیان'' کہتے ہیں۔ ❶

شرعی مطلب:...... انسان کا اپنے معبود، مطاع یا متبوع کے متعلق حد سے تجاوز کر جانا۔ ❷

طاغوت کے انکار کا وجوب:

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلی جو چیز انسان پر فرض کی ہے وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور

❶ لغت میں طاغوت طغیان سے مشتق ہے جس کا معنی ہے حد سے گزرنا، جیسا کہ قرآن میں یہ لفظ اس معنی میں استعمال ہوا ہے: ﴿إِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ﴾ (الحاقه: ۱۱)''جب پانی حد سے گزر گیا تو ہم نے تمہیں چلتی کشتی میں سوار کرایا۔''

❷ شریعت میں طاغوت ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو سرکشی کرے؛ حدود فراموش بنے؛ اور اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے کسی حق کو اپنے لئے ثابت مانے یا اپنی طرف اس کی نسبت کرے اور خود کو اللہ کے برابر قرار دے۔ یعنی اگر کوئی انسان تین امور میں سے کسی ایک کو اپنے لئے ثابت مانے وہ طاغوت ہے: ۱:......کوئی مخلوق اپنے لئے کوئی ایسا فعل ثابت مانے یا اپنی طرف منسوب کرے جو کہ خاص اللہ کے افعال ہیں جیسے پیدا کرنا، رزق دینا، شریعت بنانا وغیرہ جو ان میں سے کسی کام کا دعویٰ کرے تو وہ طاغوت ہے۔ ۲:......اللہ کی صفات میں سے کوئی صفت اپنے اندر موجود مانے جیسے علم غیب جاننا، یا حاجت روائی کرنا وغیرہ۔ ۳:......کسی مخلوق کے لئے عبادات میں سے کوئی عبادت جیسے دعا، نذر، ذبح، قربانی، فیصلے، وغیرہ میں سے کوئی ایک قسم مانے تو یہ بھی طاغوت ہے؛ یا ایسے کسی عمل پر خاموشی اختیار کرے اس سے بیزاری و براءت کا اظہار نہ کرے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے طاغوت کی تعریف اس طرح کی ہے:''والطاغوت هو كل ما يعبد من دون الله عزوجل۔'' (ابن کثیر)''طاغوت ہر وہ چیز ہے جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جائے۔'' سب سے عمدہ تعریف امام مالک رحمہ اللہ نے کی ہے؛ اس میں اللہ تعالیٰ کے سوا جس چیز کی بھی عبادت کی جائے وہ شامل ہے ہر باطل معبود طاغوت ہے؛ جیسے بت، قبر، مزار، پوجے جانے والے پتھر، درخت، اور وہ احکام جو اللہ کے حکم کے مقابلہ پر بنائے جائیں اور ان کے مطابق لوگوں میں فیصلے کریں۔ اس طرح وہ قاضی بھی طاغوت ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مخالف احکام کے مطابق فیصلے کرتے ہیں۔ شیطان اور جادوگر، کاہن و نجومی جو غیب کا دعویٰ کرتے ہیں سب طاغوت ہیں۔ اس طرح جو لوگ خود کو شریعت ساز سمجھتے ہیں حرام و حلال قرار دینے کا خود کو مجاز سمجھتے ہیں سب طاغوت ہیں۔ ان کا انکار اور ان سے بیزاری و براءت کا اعلان ضروری ہے یہی کفر بالطاغوت ہے۔

طاغوت کا انکار ہے۔[یعنی طاغوت کی عبادت چھوڑ دینا اور اس سے اجتناب اور براء ت کا اظہار کرنا] فرمان الٰہی ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ [النحل: ٣٦]

''بیشک ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (وہ انہیں دعوت دے کہ صرف) اللہ کی عبادت کرو طاغوت سے اجتناب کرو۔''❶

طاغوت سے انکار کا طریقہ:

۱۔ یہ کہ آپ غیر اللہ کی عبادت کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے اس سے بغض رکھیں اور نفرت کریں۔❷

۲۔ یہ کہ اہل طاغوت کا انکار کیا جائے اور ان سے عداوت رکھی جائے۔❸

❶ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا﴾ [البقرة: ٢٥٦] ''جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا جس کو ٹوٹنا نہیں ہے۔'' جس نے زبان سے شہادتین کا اقرار کیا مگر طاغوت کو نہیں چھوڑا تو اس کا یہ اقرار شرعی معنی کے لحاظ سے کسی بھی طرح فائدہ مند نہیں ہے اور یہ شخص اسلام میں داخل بھی نہیں ہے۔

❷ طاغوت کی عبادت باطل ہونے کا عقیدہ رکھنے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ [حج: ٦٢] ''اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو پکارتے ہیں وہ باطل ہیں اللہ تعالیٰ ہی سب سے بلند اور بڑا ہے''۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ [الحج: ٣٠] ''بتوں کی ناپاکی سے اجتناب کرو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔'' طاغوت کی عبادت اور بتوں کی پرستش یہی ہے کہ انہیں طاقت کا مالک مانا جائے اور ان سے مدد مانگی جائے ان کی خوشنودی کے لئے نذر و نیاز دیئے جائیں۔

❸ طاغوت کے انکار کی دلیل: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ﴾ [الممتحنه: ٤] ''تمہارے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھیوں کی سیرت بہترین نمونہ ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے بیزار ہیں جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ پکارتے ہو ہم تمہارے ان عقائد کا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان عداوت اور نفرت ظاہر ہو چکی جب تک کہ تم ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لے آ ؤ۔'' [حاشیہ جاری ہے]

طاغوت کے سرغنے:

طاغوت بہت زیادہ ہیں لیکن ان کے سرغنہ پانچ ہیں:

۱۔ ابلیس لعنتی ومردود۔ ❶

۲۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کی بندگی کی جائے اور وہ اس پر راضی ہو۔ ❷

۳۔ جوکوئی اپنی ذات کی عبادت کی طرف بلائے۔

۴۔ وہ جو کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت چھوڑ کر اپنی مرضی کے حکم چلائے۔ ❸

۵۔ جوکوئی علم غیب میں سے کسی چیز کا دعویٰ کرے۔ ❹

[بقیہ حاشیہ] اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا قول بطور حکایت کے بیان کر کے فرمایا ہے: ﴿قَالَ اَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ اَنْتُمْ وَ اٰبَاؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ o فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [الشعراء: ٧٥ تا ٧٨] ''(ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے) کہا کہ مجھے بتاؤ (ان کی حقیقت) جن کی تم عبادت کرتے ہو تم بھی اور تمہارے باپ دادا بھی یہ (تمہارے معبود) میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے۔''

❶ شیطان جو غیر اللہ کی عبادت کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:
﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ [یٰس: ٦٠]
''اے اولادِ آدم! کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ شیطانِ کی عبادت مت کرو یہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

❷ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کی پرستش کی جائے اور وہ اس پر راضی ہو۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ﴾ (انبیاء: ٢٩۔ مجموعة التوحيد: ١/ ١٥)
''ان میں سے جس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ معبود ہوں تو ایسے شخص کو ہم جہنم کی سزا دیں گے ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔''

❸ وہ ظالم جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو بدلتا ہے فیصلے اپنی مرضی کے قوانین کے مطابق کرتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:
﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ﴾ [النساء: ٦٠]
''کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو بزعم خویش آپ پر نازل کردہ (شریعت) اور آپ سے پہلے نازل ہونے والی شریعتوں پر ایمان لائے ہیں (مگر ان کا حال یہ ہے کہ) وہ چاہتے ہیں کہ اپنے فیصلے طاغوت کے پاس لے جائیں حالانکہ ان کو حکم کیا گیا ہے کہ وہ طاغوت کا انکار کریں۔'' مراد وہ قاضی اور جج ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو بدل کر اپنے احکام نافذ کرنے والوں کی مرضی کے فیصلے کرتے ہیں۔

❹ جو علم غیب کا دعویٰ کرتا ہو یا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لئے علم غیب کا قائل ہو۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ، اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا﴾ [الجن: ٢٦، ٢٧] ''(اللہ) عالم الغیب ہے کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس رسول کے [حاشیہ جاری ہے]

تین اصول

ا۔ انسان کا اپنے رب کی معرفت حاصل کرنا۔

۲۔ انسان کا اپنے دین کی معرفت حاصل کرنا۔

۳۔ انسان کا اپنے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کی معرفت حاصل کرنا۔

یہی تین سوال قبر میں پوچھے جانے والے ہیں۔اس میں بذیل مسائل ہیں:

ا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی ہمارا معبود برحق ہے جو اپنی نعمتوں سے ہماری پرورش اور تمام عالم کی پرورش کرتا ہے۔

۲۔ بے شک اکیلا اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے،اس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔

۳۔ ہمیں اپنے رب کی معرفت اس کی نشانیوں سے اور عظیم مخلوقات سے ہوتی ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے: دن اور رات،سورج اور چاند ہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے: سات زمینیں اور سات آسمان اور ان کے مابین کی ہر ایک چیز ہے۔

دوسرا اصول:......انسان کا اپنے دین کی معرفت حاصل کرنا۔اس میں یہ مسائل ہیں:

ا۔ اسلام ہی وہ دین ہے جس کے علاوہ کوئی دین اللہ تعالیٰ ہرگز قبول نہ کرے گا۔

۲۔ اسلام کا معنی ہے ظاہری و باطنی طور پر اللہ تعالیٰ کی توحید بجالاتے ہوئے اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے شرک اور مشرکین سے براءت کا اظہار و اعلان کرنا۔

[بقیہ حاشیہ] جسے اس نے (غیب کی خبر دینے کے لئے) پسند کرلیا ہو تو اس کے آگے پیچھے وہ محافظ لگا دیتا ہے۔'' نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ [الانعام: ۵۹]
''اسی کے پاس غیب کی کنجیاں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے واقف ہے۔درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جسے اس کا علم نہ ہو۔خشک و تر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔''

❀ دین کے تین مراتب کا بیان:

۱۔اسلام ۲۔ایمان ۳۔احسان۔

❀ تیسرا اصول: انسان کا اپنے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کی معرفت حاصل کرنا۔

اس میں بذیل مسائل ہیں:

۱۔ آپ ﷺ کا نام اور نسب:......محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ ہاشم کا تعلق قریش سے تھا۔قریش عرب میں سے تھے اور عرب حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد میں سے تھے۔

۲۔ آپ ﷺ کی عمر مبارک:......آپ ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر پائی۔ان میں سے چالیس سال نبوت سے پہلے کے ہیں۔اور تیئس سال نبوت ورسالت ملنے کے بعد کے ہیں۔

۳۔ آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت:......سورۂ علق کے نزول سے نبوت ملی اور سورۂ مدثر کے نزول سے رسالت ملی۔

۴۔ آپ کا شہر اور دار ہجرت:......آپ کا شہر مکہ تھا۔ پھر وہاں سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ چلے گئے۔

۵۔ آپ کی دعوت کا موضوع:......اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرک کی قباحت سے ڈرانے اور توحید کی طرف بلانے کے لیے مبعوث فرمایا تھا۔[1]

[1] تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت کا اہم ترین مرکزی نقطہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور شرک سے اجتناب ہوا کرتا تھا۔ اور اسی دعوت کو ہمیشہ اولین اہمیت حاصل رہی ہے۔داعی کو بھی چاہیے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی راہوں پر گامزن رہتے ہوئے سب سے پہلے دعوت توحید کا کام کرے؛ اس کے بعد دیگر مسائل بیان کیے جائیں۔اس کی برکت یہ ہوتی ہے کہ جب لوگ اللہ تعالیٰ کی توحید پر کاربند ہوجاتے ہیں تو باقی احکام شریعت کا ماننا آسان ہوجاتا ہے۔

کفر کے معنی و اقسام

کفر کا معنی:

لغت میں: ...... چھپانے اور ڈھانک لینے کو ''کفر'' کہتے ہیں۔

شرع میں: ......اسلام کی ضد کفر ہے۔

کفر کی اقسام:

کفر کی دو اقسام ہیں: ۱۔کفر اکبر ۲۔کفر اصغر

کفر اکبر:

اس میں یہ مسائل ہیں:

۱۔ کفر اکبر کا معنی: ...... اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان نہ رکھنا، خواہ اس کے ساتھ جھٹلانا نہ بھی ہو۔

۲۔ کفر اکبر کا حکم: ......کفر اکبر کی وجہ سے دین اسلام اور ملت سے خروج لازم آتا ہے۔

۳۔ کفر اکبر کی اقسام:

۱۔کفر تکذیب: اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًی لِّلْكٰفِرِيْنَ﴾

''اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا حق کو جھٹلا دے جب وہ اس کے پاس آئے؛ کیا ان کافروں کے لئے جہنم میں کوئی رہنے کی جگہ نہیں ہے؟''[1]

[1] تکذیب:...... اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کے جھوٹا ہونے کا اعتقاد بھی ہے؛ اس قسم کے لوگ باقی اقسام کی نسبت دنیا میں بہت ہی کم ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو وہ دلائل اور براہین و معجزات عطا [جاری ہے]

۲:......کفرِ تکبر؛ تصدیق کے ساتھ انکار: اس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ [البقرة: ٣٤]

''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو؛ تو انھوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہیں کیا؛ اس نے انکار اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔''

۳:......کفرِ شک؛ یعنی بدگمانی کا کفر: اس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَ دَخَلَ جَنَّتَهٗ وَ هُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا o وَّ مَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّ لَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّىْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا o قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَ هُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِىْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا o لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّىْ وَ لَآ اُشْرِكُ بِرَبِّىْٓ اَحَدًا﴾ [الكهف: ٣٥ تا ٣٨]

''اور وہ اپنے باغ میں اس حال میں داخل ہوا کہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا تھا، کہا: میں گمان نہیں کرتا کہ یہ کبھی برباد ہوگا۔ اور نہ میں قیامت کو گمان کرتا ہوں کہ قائم ہونے والی ہے۔ اور واقعی اگر مجھے میرے رب کی طرف لوٹایا گیا تو یقیناً میں ضرور اس سے بہتر لوٹنے کی جگہ پاؤں گا۔ اس کے ساتھی نے، جب کہ وہ اس سے باتیں کر رہا تھا، اس سے کہا: ''کیا تو نے اس کے ساتھ کفر کیا جس نے تجھے حقیر مٹی سے پیدا کیا، پھر ایک قطرے سے، پھر تجھے ٹھیک ٹھاک ایک آدمی بنا دیا۔ لیکن میں، تو وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔''

۴:......اعراض؛ یعنی روگردانی: اس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

[بقیہ حاشیہ]......کیے تھے جو آپ ﷺ کی سچی نبوت و رسالت پر دلالت کرتے ہیں اور جن سے ہر قسم کا شک وشبہ باطل ہو جاتا ہے اور کفار کا عذر ختم اور ان پر حجت قائم ہو جاتی ہے، فرمانِ الٰہی ہے: ﴿فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾ [الانعام: ٣٣] ''بے شک وہ آپ کو نہیں جھٹلاتے، بلکہ یہ ظالم تو اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔''

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ﴾ [الأحقاف : ٣]

''وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اس چیز سے جس سے وہ ڈرائے گئے، منہ پھیرنے والے ہیں۔''

۵:......کفر نفاق: اس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ﴾ [المنافقون : ٣]

''یہ اس لیے کہ بے شک وہ ایمان لائے، پھر انھوں نے کفر کیا تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی، سو وہ نہیں سمجھتے۔''

٦:......کفر اصغر: اس میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں:

ا:......اس کا معنی:...... ہر وہ معصیت کا کام جس پر کتاب و سنت میں کفر کے نام کا اطلاق ہوا ہو، مگر وہ کفر اکبر کے درجہ تک نہ پہنچتا ہو۔

ب:......کفر اصغر کا حکم:...... حرام ہے؛ اور کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔ لیکن اس کا مرتکب دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

ج:......کفر اصغر کی مثالیں:

ا۔ کفر نعمت:......فرمان الٰہی ہے: ﴿فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ﴾ [النحل: ١١٢]

''پس اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی۔''

۲۔ مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی سے قتال کرنا۔ حدیث میں آتا ہے:

((سباب المسلم فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)) [مسلم: ٧٠٧٦]

''مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔''

۳۔ دوسروں کے نسب میں طعنہ زنی کرنا۔

۴۔ میت پر نوحہ اور واویلا کرنا: حدیث میں آتا ہے؛ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لوگوں میں دو باتیں کفر کی پائی جاتی ہیں: دوسروں کے نسب میں طعنہ زنی کرنا اور میت پر واویلا اور نوحہ خوانی کرنا۔'' [مسلم]

نفاق کے معنی واقسام

نفاق کا معنی:

لغت میں:...... کسی چیز کے چھپانے اور چشم پوشی کرنے کو کہتے ہیں۔

شرع میں:...... اسلام کا اظہار کرنا اور کفر اور شر کو چھپا کر رکھنا نفاق کہلاتا ہے۔

نفاق کی اقسام:

نفاق کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ نفاق اکبر:...... اعتقادی نفاق۔

۲۔ نفاق اصغر:...... عملی نفاق۔

اس کی تفصیل افادہ عامہ کے لیے ذیل میں درج کی جارہی ہے:

اعتقادی نفاق:

اس میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں:

۱۔ اعتقادی نفاق کا معنی:...... یہ نفاق اکبر ہے۔ ایسا وہ انسان کرتا ہے جو اسلام کا اظہار کررہا ہو مگر باطن میں کفر کو چھپا رہا ہو۔

۲۔ اس کا حکم:...... نفاق کی اس قسم کی وجہ سے دین سے کلی طور پر خروج لازم آتا ہے۔ اس نفاق کا مرتکب جہنم کے نچلے گڑھوں میں رہے گا۔

۳۔ اس کی اقسام: اس کی چھ اقسام ہیں:

۱۔ رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرنا۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کے بعض اجزا کا انکار کرنا۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ سے بغض رکھنا۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کے کچھ حصہ سے بغض ونفرت رکھنا۔

۵۔ رسول اللہ ﷺ کے دین پر گزند آنے پر خوشی محسوس کرنا۔

۶۔ رسول اللہ ﷺ کے دین کی نصرت کو ناپسند کرنا۔

عملی نفاق:

اس میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں:

ا: عملی نفاق کا مطلب:...... یعنی منافقین کے اعمال میں سے کوئی عمل اختیار کرنا ، اس طرح سے کہ کچھ ایمان بھی دل میں باقی رہے۔

ب: اس کا حکم :...... یہ انسان ملت اسلام سے خارج تو نہیں ہوتا ،مگر ایسا کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ایسے انسان میں ایمان اور نفاق دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں ،مگر جب نفاق بڑھتا جاتا ہے تو انسان خالص منافق ہوکر رہ جاتا ہے۔

ج: اس کی مثالیں:

۱۔ بات کرنے میں جھوٹ بولنا:......''جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔''

۲۔ وعدہ خلافی:......''جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے۔''

۳۔ خیانت:......''جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔''

۴۔ گالی گلوچ:......''جب کسی سے جھگڑے تو گالیاں دے۔''

۵۔ عہد شکنی:......''جب وہ عہد کرے تو عہد شکنی کرے۔''

۶۔ مسجد میں باجماعت نماز سے سستی:......''جب نماز کے لیے اٹھتے ہیں تو انتہائی سستی کے ساتھ اٹھتے ہیں۔''

﴿وَ اِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى﴾[النساء: ۱۴۲]

''اور جب وہ نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔''

۷۔ ریا کاری: جب نیک اعمال کرے تو لوگوں کو دیکھانے کے لیے۔فرمان الٰہی ہے:

﴿يُرَآءُوْنَ النَّاسَ﴾ [النساء: ۱۴۲] ''لوگوں کو دکھاتے ہیں۔''

دوستی اور دشمنی کا معنی ومفہوم

[الولاء والبراء] کا لغوی معنی:

۱۔ ولاء لغت میں:......اس کا معنی محبت [دوستی] ہے۔

۲۔ براء لغت میں:...... بریٰ کا مصدر ہے، جو کہ کاٹنے کے معنی میں آتا ہے۔ کہا جاتا ہے:

"بری القلم" یعنی قلم تراشنا۔

[الولاء والبراء] کا شرعی معنی:

ولاء:......مسلمانوں کی محبت، ان کی نصرت کرنا، ان کا اکرام و احترام کرنا، اور ان کی قربت حاصل کرنا۔

البراء:......کافروں سے بغض رکھنا اور ان سے دور رہنا اور ان کی مدد نہ کرنا۔

دوستی اور دشمنی کی اہمیت:

۱۔ یہ اسلامی عقیدہ کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے۔

۲۔ ایمان کی سب سے مضبوط کڑی ہے۔

۳۔ یہ ابراہیم علیہ السلام اور نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کار ہے۔

موالات کی اقسام:......اس کی دو اقسام ہیں:

۱۔ تولّی　　　　۲۔ موالاۃ

تولّی: [محبت رکھنا]

اس میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں:

ا:......اس کا معنی:

۱۔ شرک ومشرکین اور کفر وکفار کی محبت۔

۲۔ اہل ایمان کے خلاف کفار کی مدد ونصرت۔

ب:......اس کا حکم : ......''ایسا کرنا ارتداد ہے جس کی وجہ سے انسان دین اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔''

ج:......اس کی دلیل: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَنۡ یَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ﴾ [المائدة : ٥١]

''تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔''

الموالاة [دوستی]:

اس میں یہ مسائل ہیں:

ا:......دوستی کا معنی اور ضابطہ: ......اہل کفر اور اہل شرک کی محبت کسی دنیاوی وجہ سے کی جائے، اور اس کے ساتھ ہی ان لوگوں کی مدد ونصرت بھی کی جائے، ورنہ صرف محبت ہوگی، دوستی نہیں ہوگی۔

ب:......اس کا حکم : ......ایسی دوستی لگانا حرام اور کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔

ج: ......اس کی دلیل: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّیۡ وَعَدُوَّكُمۡ اَوۡلِیَآءَ تُلۡقُوۡنَ اِلَیۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ﴾ [الممتحنة : ١]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ،تم ان کی طرف دوستی کا پیغام بھیجتے ہو۔''

کفار سے دوستی کے مظاہر میں سے:

ا۔ لباس میں اور انداز گفتگو وتکلم میں ان کی مشابہت اختیار کرنا۔

۲۔ سیر وتفریح اور دل لگی کے لیے ان کے مما لک کا سفر کرنا۔

۳۔ ان ملکوں میں رہائش اختیار کرنا، اور دین بچانے کے لیے وہاں سے اسلامی مما لک کی طرف ہجرت نہ کرنا۔

۴۔ ان کی تاریخوں اور ایام کے مطابق خود کو ڈھالنا، جیسے ان کے ایام عید وغیرہ۔

۵۔ ان کی عیدوں میں ان کے ساتھ شراکت اختیار کرنا، یا ان عیدوں کے منانے میں ان کے ساتھ تعاون کرنا، یا ان عیدوں کی مناسبت سے انہیں مبارکباد کے پیغامات بھیجنا۔

۶۔ ان کے ناموں پر اپنے نام یا اپنے بچوں کے نام رکھنا۔

دوستی اور دشمنی میں لوگوں کی اقسام

[اہل ایمان سے]اس دوستی اور دشمنی میں لوگوں کی تین اقسام ہیں :

۱۔ پہلی قسم:...... جو خالص محبت کرتے ہیں اس کے ساتھ کوئی عداوت نہیں پائی جاتی۔
یہی لوگ سچے اور مخلص اہل ایمان ہیں۔

۲۔ دوسری قسم:...... جو خالص بغض و عداوت رکھتے ہیں، اس کے ساتھ کوئی محبت اور دوستی نہیں پائی جاتی۔
یہ خالص کافر ہیں۔

۳۔ تیسری قسم:...... جو ایک لحاظ سے محبت کرتے ہیں اور ایک لحاظ سے بغض رکھتے ہیں۔
یہ گناہ گار اہل ایمان ہیں۔ محبت اس لیے کرتے ہیں کہ ان میں ایمان کی اصل موجود ہوتی ہے اور نفرت اس لیے رکھتے ہیں کہ ان میں گناہ کا عنصر پایا جاتا ہے جو کہ کفر اور شرک سے کم تر درجہ کے گناہ ہیں۔

اسلام کا معنی ومفہوم

اسلام کا معنی:

۱۔ اسلام کا لغوی معنی ہے:......تابعدار ہونا، مان لینا، جھک جانا۔

۲۔ اسلام کا شرعی معنی:......اسلام کا شرعی معنی یہ ہے:

ا:......اللہ تعالیٰ کی توحید کو تسلیم کرنا۔

ب:......اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے اس کی فرماں برداری کرنا۔

ج:......شرک اور مشرکین سے براءت کا اظہار کرنا۔

اسلام بلحاظ عموم وخصوص:

ا۔ اسلام عام معنی میں:......ازل سے لے کر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی شریعت کے مطابق اس کی عبادت کرنا۔

ب۔ اسلام کا خاص معنی:......پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت۔

اسلام کے ارکان

اسلام کے ارکان پانچ ہیں:

۱۔ لا إله إلا الله محمدرسول الله کااقرار کرنا اور گواہی دینا۔

۲۔ نماز قائم کرنا۔

۳۔ زکوۃ ادا کرنا۔

۴۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

۵۔ صاحب استطاعت کا حج بیت اللہ کرنا۔

ان ارکان کی دو اقسام ہیں:

پہلی قسم:......جس کے بغیر بنیاد ہی قائم نہیں ہوسکتی، جنہیں بنیادی ارکان کہا جاتا ہے:

یہ دو ارکان ہیں:

۱۔ شہادتین کا اقرار کرنا۔ ۲۔ نماز قائم کرنا۔

دوسری قسم:......جن کے بغیر بنیاد کی تکمیل ممکن نہیں ہے: انہیں ارکان اِتمام کہا جاتا ہے۔

یہ تین ارکان ہیں:

۱۔ زکوۃ ادا کرنا۔ ۲۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

۳۔ بیت اللہ کا حج کرنا۔

ارکان اسلام کی دلیل:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، وَاِقَامِ الصَّلَاةِ ، وَإِيْتَاءَ الزَّكَاةِ ، وَصَوْمِ

رَمَضَانَ ، وَحِجُّ الْبَيْتِ .)) [متفق عليه]

'' اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اور نماز کو درستی سے ادا کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، اور بیت اللہ کا حج کرنا۔''

ایمان کیا ہے؟

ایمان کا معنی:

لغت میں:......تصدیق اور اقرار کو کہتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کے ہاں ایمان کا معنی:

۱۔ دل سے اعتقاد

۲۔ زبان سے اقرار

۳۔ اعضاء سے عمل

۴۔ نیکی کرنے سے بڑھتا ہے۔

۵۔ گناہ کا کام کرنے سے کم ہوتا ہے۔

ایمان کے ارکان:

ایمان کے چھ ارکان ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان

۲۔ اس کے فرشتوں پر ایمان۔

۳۔ اس کی کتابوں پر ایمان۔

۴۔ اس کے رسولوں پر ایمان۔

۵۔ آخرت کے دن پر ایمان۔

۶۔ اچھی اور بری تقدیر پر ایمان۔

اب ان میں سے ہر ایک رکن کی کچھ تفصیل بیان کی جاتی ہے:

ا:......اللہ تعالیٰ پر ایمان مندرجہ ذیل چار امور کو متضمن (شامل) ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان

۲۔ اس کی ربوبیت پر ایمان

۳۔ اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر ایمان

۴۔ اس کے اسماء وصفات پر ایمان۔

ب:......ملائکہ پر ایمان مندرجہ ذیل چار امور کو شامل ہے:

۱۔ ملائکہ کے وجود پر ایمان

۲۔ ملائکہ کی صفات پر ایمان۔

۳۔ جن ملائکہ کے اسماء کا ہمیں علم ہوسکا ہے جیسے جبرائیل، ان پر ان کے ناموں کے ساتھ اور باقی ملائکہ جن کے نام معلوم نہیں ہوسکے، ان پر اجمالاً ایمان۔

۴۔ ملائکہ کی ان ذمہ داریوں پر ایمان جو اللہ کے حکم سے ان کے ذمہ لگائی گئی ہیں۔

ج:......کتابوں پر ایمان لانا چار امور کو متضمن ہے:

۱۔ یہ کہ ان کتابوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہونا برحق ہے۔

۲۔ جن کتابوں کے نام ہمیں معلوم ہوسکے ہیں، جیسے تورات، زبور، انجیل اور قرآن؛ ان پر ان کے ناموں کے ساتھ ایمان رکھنا۔

۳۔ جس کتاب کی خبریں صحیح ثابت ہیں، اس کی تصدیق کرنا، جیسے قرآن۔ اور سابقہ کتب میں سے بھی جو خبر تحریف وتبدیل سے محفوظ ہے اس کی تصدیق کرنا۔ یہ ایسی خبریں ہیں جو ہماری شریعت نے صحیح اسناد کے ساتھ نقل کی ہیں۔

۴۔ ان کتابوں کے جو احکام منسوخ نہیں ہوئے، ان پر عمل کرنا۔ ان پر راضی رہنا، اور انہیں مان کر چلنا؛ خواہ ان کی حکمت ہمیں سمجھ آئے یا سمجھ میں نہ آئے۔ اور یہ کہ اس قرآن کی وجہ سے سابقہ تمام کتابیں منسوخ ہوچکی ہیں۔

د:......ایمان بالرسالت چار چیزوں کو شامل ہے:

۱۔ اس بات پر ایمان کہ ان کی رسالت اللہ تعالیٰ کی طرف سے برحق ہے۔ پس جو کوئی کسی

ایک بھی رسول کا انکار کرتا ہے، گویا کہ وہ تمام رسولوں کا انکار کرتا ہے۔

۲۔ جن رسولوں کے نام ہمیں معلوم ہو سکے ہیں، ان پر ان کے ناموں کے ساتھ ایمان رکھنا، جیسے حضرت محمد ﷺ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت نوح علیہم السلام اور اس طرح باقی انبیائے کرام علیہم السلام۔

۳۔ ان رسولوں کے متعلق جو صحیح اطلاع ہم تک پہنچی ہے اس کی تصدیق کرنا۔

۴۔ جس نبی یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کو ہماری طرف مبعوث کیا گیا ہے، جو کہ تمام لوگوں کی طرف اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں، ان کی شریعت کے مطابق عمل کرنا۔

ھ: ......آخرت پر ایمان تین چیزوں کو شامل ہے:

۱۔ دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان۔

۲۔ حساب اور جزا پر ایمان۔

۳۔ جنت اور جہنم پر ایمان۔

و: ......تقدیر پر ایمان چار چیزوں کو شامل ہے:

۱۔ اس بات پر ایمان کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا اجمالی اور تفصیلی علم ہے۔

۲۔ اس بات پر ایمان کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تمام چیزیں اپنے پاس لوح محفوظ پر لکھ رکھی ہیں۔

۳۔ اس بات پر ایمان کہ کائنات میں کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

۴۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کو اس کی ذات وصفات اور حرکات کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ چھ ارکان ایمان کی دلیل: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

۱۔ ﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ﴾ [البقرہ: ۱۷۷]

"نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو اور لیکن اصل نیکی اس کی ہے جو اللہ اور یوم آخرت اور فرشتوں اور کتاب اور نبیوں پر ایمان لائے۔"

۲۔ نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴾ [قمر : ٤٩]

'' بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک اندازے کے مطابق پیدا کیا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ایمان کی تعریف یہ کی ہے:

((اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنْ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ.)) [مسلم]

'' تم اللہ پر اور اس کے ملائکہ پر ایمان لاؤ، اور اس کی کتابوں پر، اور اس کے رسولوں پر، اور آخرت کے دن پر، اور یہ کہ تم اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔''

احسان کا معنیٰ ومفہوم

احسان کا معنیٰ:

لغوی معنیٰ: ......لغت میں برائی کی ضد کو احسان [بھلائی] کہتے ہیں۔

شرعی معنیٰ: ......خفیہ اور ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ کی نگہبانی کا خیال رکھنا۔

احسان کے ارکان:

احسان کا ایک ہی رکن ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ، فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ يَرَاكَ .))

''یہ کہ تم اللہ کی بندگی ایسے کرو گویا کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو، اگر (یہ تصور قائم نہ کرسکو کہ) تم اسے دیکھ رہے ہو تو (یہ تصور ہو کہ) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' [متفق عليه]

احسان کی اقسام:

اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ مخلوق کے ساتھ احسان۔ یہ چار چیزوں میں ہوسکتا ہے:

۱۔مال کے ساتھ　　　۲۔عزت و جاہ کے ساتھ

۳۔علم کے ساتھ　　　۴۔ بدن کے ساتھ۔

۲۔ خالق کی عبادت میں احسان:

احسان کی اس قسم کے دو مراتب ہیں:

۱۔ پہلا مرتبہ: ......مشاہدہ: ((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ))

''یہ کہ تم اللہ کی بندگی ایسے کرو گویا کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔''

یہ ان دونوں مراتب میں سے بلند ترین مرتبہ ہے۔

۲۔دوسرا مرتبہ:......اطلاع اور مراقبہ ونگہبانی کا:

((فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ يَرَاكَ .))

''اگر (یہ تصور قائم نہ کرسکو کہ) تم اسے دیکھ رہے ہوتو (یہ تصور ہو کہ) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔''

احسان کی دلیل:

۱۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾ [النحل : ۱۲۸]

''بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو ڈر گئے اور وہ لوگ جو نیکی کرنے والے ہیں۔''

۲۔ جب جبریل امین نے رسول اللہ ﷺ سے احسان کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا:

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ، فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ يَرَاكَ .))

''یہ کہ تم اللہ کی بندگی ایسے کرو گویا کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو، اگر (یہ تصور قائم نہ کرسکو کہ) تم اسے دیکھ رہے ہوتو (یہ تصور ہو کہ) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔''

[متفق علیه]

اسلام؛ایمان اوراحسان کے درمیان تعلق

اولاً : ......جب یہ تین چیزیں اکھٹی ذکر کی جائیں تو ان میں سے ہر ایک کا خاص معنی ہوتا ہے۔اس وقت:

ا: **اسلام** سے مقصود:......ظاہری اعمال ہوتے ہیں۔

ب: **ایمان** سے مقصود:......غیبی امور پر ایمان ہوتا ہے۔

ج: **احسان** سے مقصود:......دین کے اعلیٰ ترین درجات ہیں۔

دوم: ...... جب ان تینوں امور کو علیحدہ علیحدہ استعمال کیا جائے تو اس صورت میں:

۱۔ جب صرف اسلام بولا جائے تو ایمان بھی اس میں داخل ہوتا ہے۔

۲۔ جب صرف ایمان بولا جائے تو اسلام بھی اس میں داخل ہوتا ہے۔

۳۔ جب صرف احسان بولا جائے تو ایمان اور اسلام دونوں اس میں داخل ہوتے ہیں۔

عبادت کا معنی ومفہوم

عبادت کا معنی:

لغت میں :......خضوع اور تذلل [جھک جانے اور پستی اختیار کرنے] کو کہتے ہیں۔

شرع میں :...... یہ ایک وسیع اور شامل اصطلاح ہے جو ہر اس قول وفعل اور ظاہری و باطنی عمل کو شامل ہے، جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہوں اور جس کے کرنے سے راضی ہوتے ہوں۔

شرعی ذمہ داریوں کا نام ''عبادت'' رکھنے کی وجہ:

اس لیے کہ مکلّف ان امور کا التزام کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے سامنے تذلل اختیار کرتے ہوئے ان امور کو بجالاتے ہیں۔

عبادت کے ارکان:

عبادت کے تین ارکان ہیں:

۱۔خوف ۲۔محبت ۳۔امید۔

عبادت کے صحیح اور مقبول ہونے کی شرائط:

عبادت قبول ہونے کی دو شرائط ہیں:

۱۔ **اخلاص**: ......اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ [البينة : ٥]

''اور انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اخلاص کے ساتھ اللہ بندگی کریں اس کے دین پر چلتے ہوئے۔''

۲۔ نبی کریم ﷺ کی اتباع:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا مَا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ .)) [متفق عليه]

''جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہماری شریعت کا حکم نہیں ہے وہ مردود ہے۔''

عبادت کی دو اقسام:

۱۔کونی عبادت۔ ۲۔شرعی عبادت۔

کونی عبادت:

اس کا معنی:......ساری کائنات کا اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے جھک جانا۔

عبادت کی یہ قسم تمام مخلوق کو شامل ہے، کوئی ایک بھی اس سے باہر نہیں ہوسکتا۔ نہ ہی مومن اور نہ ہی کافر۔ نہ ہی نیک اور نہ ہی بد۔اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا﴾

[مريم : ٩٣]

''بے شک تمام آسمانوں اور زمین والے رحمان کے پاس غلام بن کر آنے والے ہیں۔''

شرعی عبادت:

اس کا معنی:...... اللہ تعالیٰ کے شرعی احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر لینا۔ یہ عبادت ان لوگوں کے ساتھ خاص ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کے رسولوں کی لائی ہوئی شریعت کی اتباع کرتے ہیں۔اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾[الفرقان : ٦٣]

''اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی سے چلتے ہیں۔''

توحید عبادت کے متعلق اہم قاعدہ

قاعدہ کی نص:

جس کام کے متعلق یہ ثابت ہو جائے کہ اس کا کرنا عبادت ہے، پس وہ کام اللہ کے لیے کرنا توحید اور غیر اللہ کے لیے کرنا شریک ٹھہرانا اور اللہ کا ہمسر بنانا ہے۔

اس قاعدہ کی دلیل:

اس کے دلائل بہت سارے ہیں، ان میں سے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا﴾ [النساء: ٣٦]

''اللہ کی بندگی کرو اور اس کے کسی بھی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ﴾ [إسراء: ٢٣]

''اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا کہ صرف اللہ کی بندگی کرو۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا﴾

[الأنعام: ١٥١]

''فرما دیجیے: آؤ میں پڑھوں جو تمھارے رب نے تم پر حرام کیا ہے (اس نے تاکیدی حکم دیا ہے) کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ۔''

اس کی مثالیں:

❀ دعا مانگنا عبادت ہے:

......غیر اللہ سے دعا کرنا شرک ہے۔

❀ خوف رکھنا عبادت ہے:

......غیر اللہ کا خوف کرنا شرک ہے۔

❀ ذبح کرنا عبادت ہے:

......غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا شرک ہے۔

❀ منت ماننا عبادت ہے:

......غیر اللہ کے نام کی نذر ماننا شرک ہے۔

محبت کی اقسام

محبت کی چار اقسام ہیں:

ا۔ وہ محبت جو کہ عبادت ہے:

ا۔یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت

۲۔اوراس چیز کی محبت جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہوں۔

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ [البقرة: ١٦٥]

''لیکن اہل ایمان تو اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔''

ب: وہ محبت جو شرک ہے:

یعنی تعظیم اور تذلل کے ساتھ غیر اللہ سے ایسی محبت کرنا جس طرح کی محبت کرنا صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی روا ہے۔اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَاداً يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ﴾

[البقرة: ١٦٥]

''اور بعض لوگ ایسے ہیں جو غیر اللہ کو (اللہ کا) شریک بناتے ہیں اور ان سے اللہ کی سی محبت کرتے ہیں۔''

ج: وہ محبت جو گناہ کا کام ہے:

جیسا کہ گناہ، بدعات اور حرام چیزوں کی محبت۔اس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [النور: ١٩]

"بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں بے حیائی پھیلے جو ایمان لائے ہیں ان کیلئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔"

د: طبعی محبت:

جیسا کہ اپنی اولاد اور اہل وعیال کی اپنی ذات کی محبت؛ یہ سب جائز ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان گرامی ہے:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ﴾ [آل عمران: ١٤]

"لوگوں کے لئے نفسانی خواہش کی محبت مزین کی گئی ہے جو عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان زدہ گھوڑے اور مویشی اور کھیتی کی صورت میں ہے؛ یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔"

خوف کا معنی ومفہوم

اس کا معنی :

''ایسا احساس وشعور جس میں ہلاکت ،تکلیف یا نقصان کی توقع ہو۔''

خوف کی اقسام :

۱۔شرک اکبر: ...... یہ دل میں پوشیدہ خوف ہے۔یعنی غیر اللہ سے ایسی چیز کا خوف رکھنا جس پر اللہ کے علاوہ کوئی بھی دوسرا قدرت نہیں رکھتا۔اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ [آل عمران : ۱۷۵]

''تم ان سے مت ڈرواور مجھ سے ڈرو،اگر تم مومن ہو۔''

۲۔حرام خوف: ...... یہ کہ انسان لوگوں کے خوف سے کسی واجب کو ترک کردے یا کسی حرام کا ارتکاب کردے،اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ﴾ [المائدة : ٤٤]

''پس ان سے مت ڈرو مجھ سے ہی ڈرو۔''

۳۔ جائز خوف : ...... یہ طبعی خوف ہے، جیسے کہ شیر [یا درندے] سے ڈر جانا؛ دشمن کا خوف،ظالم بادشاہ کا خوف۔اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ﴾ [القصص : ۱۸]

''صبح سویرے،ڈرتے ڈرتے اور خطرے کو بھانپتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے۔''

۴۔عبادت: ......یعنی صرف اللہ وحدہ لاشریک کا خوف رکھنا۔اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ﴾ [الرحمٰن : ٤٦]

''اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا، اس کے لیے دو باغ ہیں۔''

اللہ تعالیٰ سے خوف کی اقسام:

اس کی دو اقسام ہیں:

۱۔ محمود خوف:......یعنی ایسا خوف جو انسان کے اور اللہ کی نافرمانی کے درمیان حائل ہوجائے، اس خوف کی بنا پر انسان واجبات بجالائے، اور محرمات کو ترک کردے۔

۲۔ غیر محمود خوف:...... ایسا خوف جو انسان کو اللہ کی رحمت سے مایوس اور ناامید کردے۔

اُمید کے معنی ومفہوم

امید کا معنی:

محبوب اور پسندیدہ چیز کی توقع وطمع اور اس کا انتظار کرنا۔

امید کی اقسام:

امید کی تین اقسام ہیں:

أ۔ ایسی امید جو کہ عبادت ہے:

یعنی صرف اللہ وحدہ لاشریک سے اپنی امنگیں اور تمنائیں وابستہ رکھنا۔

اس کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

۱۔ محمود امید:

یعنی ایسی امید جس کے ساتھ اعمالِ صالحہ بھی پائے جائیں۔

۲۔ مذموم امید:

یعنی عمل کے بغیر کی امیدیں اور اپنے آپ کو جھوٹے سہارے دینا۔

۳۔مشرکانہ امید:

یعنی غیر اللہ سے ایسی چیز کی امید رکھنا جس پر اللہ کے علاوہ کوئی بھی دوسرا قادر نہیں۔

۴۔ طبعی امید:

جیسا کہ کسی انسان سے کسی ایسی چیز کی امید رکھنا جس پر کوئی انسان قدرت اور ملکیت رکھتا ہے۔مثال کے طور پر: آپ کسی سے یوں کہیں: میں امید کرتا ہوں کہ آپ میرے پاس تشریف لائیں گے۔

امید پر دلیل:

اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ [الكهف : ١١٠]

''سو پھر جس کو اپنے رب سے امید ہو ملنے کی وہ نیک کرے اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔''

توکل کا معنی ومفہوم

توکل کا معنی:

لغت میں:......سپرد کرنا، اعتماد کرنا۔

شرع میں:......اللہ وحدہ لاشریک پر دل کا اعتماد ہونا۔

شرعی توکل:

اس میں تین چیزیں پائی جاتی ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ پر سچا اور حقیقی اعتماد و بھروسہ۔

۲۔ اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین اور عقیدہ کہ ہر چیز کی زمام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

۳۔ جائز اور مباح اسباب کا بجالانا۔

توکل کی اقسام:

توکل کی تین اقسام ہیں:

۱۔ عبادت توکل:......یعنی اللہ وحدہ لاشریک پر اپنا اعتماد اور بھروسہ رکھنا۔

۲۔ شرکیہ توکل:......جیسا کہ ایسی چیزوں میں غیر اللہ پر اعتماد و بھروسہ کرنا جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔

۳۔ یا کلی یا جزئی طور پر اسباب پر ہی سارا بھروسہ رکھنا۔

توکیل:[وکیل بنانا]:

یعنی کسی انسان کو اپنی طرف سے کوئی ایسا کام کرنے کے لیے نائب مقرر کردینا جس کام کے کرنے کی صلاحیت نائب میں موجود ہو؛ ایسا کرنا جائز ہے۔

توکیل اور توکل میں فرق:

توکل دل کا خفیہ اور باطنی عمل ہے۔توکیل:......ظاہری عمل ہے۔

توکل کی دلیل:...... اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ [المائدة : ٢٣]

’’اور اللہ ہی پر پس بھروسا کرو، اگر تم مومن ہو۔‘‘ [1]

پس مشکل کے اوقات میں ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ پر اپنے اعتماد اور توکل کے اظہار کا وظیفہ کیجیے۔ غم و پریشانی سے نجات کا بہترین نسخہ کیمیا ہے۔ نیز احادیث میں منقول صبح و شام کی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ پر توکل و اعتماد کی وظیفہ بھی ہے۔ جس کے الفاظ یوں ہیں:

((حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ)) (صبح اور شام سات 7 مرتبہ؛ بعد از فجر اور بعد از مغرب)

’’مجھے اللہ ہی کافی ہے، نہیں کوئی معبود مگر وہی، اسی پر میں نے بھروسا کیا اور وہ رب ہے عظمت والے عرش کا۔‘‘

---

[1] [اہم فائدہ]...... سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ((حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ قَالَهَا اِبْرَاهِيْمُ حِيْنَ اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَ قَالَهَا مُحَمَّدٌ ﷺ حِيْنَ قَالُوْا لَهُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ .)) (رواه البخاري والنسائي)

((حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ .)) ’’ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔‘‘

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اُس وقت کہا تھا جب انہیں آگ میں ڈالا گیا تھا۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ نے اُس وقت کہا تھا جب جنگ اُحد کے اختتام پر لوگوں نے کہا کہ دشمن تمہارے لئے فوجیں جمع کر رہا ہے اس سے ڈرو، تو اس سے مسلمانوں کا ایمان اور مضبوط ہوا اور بڑھا۔‘‘

’’جو شخص اللہ پر توکل کرے اور اسی کی طرف رجوع کرے، اللہ تعالیٰ اس کا کفیل اور کارساز بن جاتا ہے، کیونکہ وہی ایک ذات کبریا ایسی ہے جہاں خوف زدہ کو اطمینان حاصل ہوتا ہے اور امن کے متلاشی کو پناہ ملتی ہے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کا دوست بن جائے، اسی سے امداد کا طالب ہو، اسی پر توکل کرے اور کلی طور پر تمام دنیا سے کٹ کر اللہ کریم سے جڑ جائے اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتا ہے، اس کو اپنی حفاظت، اپنے امان اور اپنی پناہ میں لے لیتا ہے، جو شخص اللہ سے ڈرے اور تقویٰ اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو امان اور اطمینان کی دولت سے نوازتا اور پھر جس چیز کی بندے کو ضرورت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ وہ چیز فراوانی سے اس کو عطا فرما دیتا ہے۔‘‘

فائدہ:...... مشکلات کے حل کے لئے بڑا کامیاب وظیفہ ہے۔ اس میں صرف اللہ تعالیٰ پر کفایت اور اس پر توکل کا اظہار ہے۔ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے ہر صبح و شام سات بار یہ کلمات کہے اللہ تعالیٰ اس کے دنیاوی اور اخروی غموں سے کفایت کرے گا۔ [ابو داؤد: ٥٠٧٤ ـ ابن ماجه: ٣٨٧١ صحيح]

دعا کا معنی ومفہوم

دعا عبادت ہے:

عبادت کی سب سے اعلیٰ اور ارفع قسم اور سب سے زیادہ صاحب شرف چیز دعا ہے۔

حدیث میں آتا ہے:

((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ .)) [رواه الترمذى]

''دعا ہی اصل عبادت ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ [الجن : ١٨]

''اور یہ کہ بلاشبہ مساجد اللہ کے لیے ہیں، پس اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔''

دعا کی اقسام:

دعا کی دو اقسام ہیں:

ا۔ دعا عبادت:...... اس سے مقصود انسان کا ہر وہ عمل ہے جس سے وہ اپنے رب کی عبادت کرتا ہو۔ اس کی مثال: نماز پڑھنا، حج کرنا، صدقہ دینا روزہ رکھنا۔

ع: اس کا نام دعا رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ: ان میں طلب [دعا] کا معنی پایا جاتا ہے۔ گویا کہ انسان جب یہ اعمال بجا لاتا ہے تو وہ اپنے اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہا ہوتا ہے کہ اللہ اس پر اس عبادت کی وجہ سے رحم کرے، اور اسے جنت میں داخل کر دے۔

۲۔ دعا سوال:...... اس سے مقصود ہر وہ دعا ہے جس میں سوال اور طلب ہو۔ مثلاً یہ دعا کرنا: اے اللہ! مجھ پر رحم کر۔ میرے رب مجھے معاف کر دے؛ میری بگڑی بنا دے۔

غیر اللہ سے دعا کرنا:

دعا مانگنا عبادت ہے۔ جو کوئی غیر اللہ سے مانگتا اور دعا کرتا ہے، وہ کافر اور مشرک ہے۔
اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان گرامی ہے:

﴿وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَاِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ اِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [المؤمنون: ١١٧]

”اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارتا ہے جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں تو اس کا حساب اسی کے رب کے ہاں ہوگا بے شک کافر نجات نہیں پائیں گے۔“

دَم [جھاڑ پھونک]

دم کا معنی:

لغت میں:.......دم کرنا، کچھ پڑھ کر پھونکنے کو کہتے ہیں۔

شرع میں:...... بیمار انسان پر آیات واذکار اور دعائیں پڑھ کر پھونکنا دم کہلاتا ہے۔

دم کی اقسام:

جھاڑ پھونک کی دو اقسام ہیں:

۱۔ مشروع جھاڑ پھونک ۲۔ممنوع جھاڑ پھونک

مشروع جھاڑ پھونک:

مشروع جھاڑ پھونک وہ ہے جس میں باتفاق علماء تین شرائط پائی جائیں:

۱۔ واضح عربی زبان میں ہو، اوراس کا معنی سمجھا جاسکتا ہو۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا کلام ہو، یااس کے اسماء وصفات پر مشتمل اذکار ودعائیں ہوں۔

۳۔ یہ کہ اس جھاڑ پھونک پر کلی اعتماد نہ کیا جائے، بلکہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ یہ جھاڑ پھونک بذات خود مؤثر نہیں، بلکہ اس کی تاثیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا کردہ ہوتی ہے۔

ممنوع جھاڑ پھونک:

ایسی جھاڑ پھونک جس میں مشروع جھاڑ پھونک کی کوئی ایک شرط یا ایک سے زیادہ شرائط چھوٹ جائیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

''بے شک جھاڑ پھونک کرنا،تعویذ باندھنا اور گنڈے وغیرہ کرنا سب شرک کے کام ہیں۔'' [رواه أحمد و أبو داؤد]

سنت سے مشروع جھاڑ پھونک کی دلیل: [1]

اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے: ''تم اپنے منتر وغیرہ مجھ پر پیش کرو، ایسے منتر میں کوئی حرج نہیں جس میں شرک نہ پایا جاتا ہو۔'' [رواہ مسلم]

---

[1] رسول اللہ ﷺ نے خود دَم کیا ہے اور آپ کو بھی دَم کیا گیا ہے، اور آپ ﷺ نے اس کی اجازت ہی نہیں دی بلکہ دَم کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔ اگر دَم قرآنی آیات پر مشتمل ہو تو جائز ہے۔ البتہ ممانعت اس دم کی ہے جو عربی زبان میں نہ ہو؛ یا پھر جس کا مفہوم و معنی واضح نہ ہو۔ کیونکہ بسا اوقات غیر عربی الفاظ کفریہ ہوتے ہیں یا ایسے الفاظ پر مشتمل ہوتا ہے جس میں شرکیہ کلمات پائے جاتے ہیں۔

علمائے امت کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ دم اور رُقیہ جس میں مندرجہ ذیل تین شرائط پائی جائیں، جائز ہے:

۱۔ وہ دَم جو کلام اللہ، اسماء اللہ یا اس کی صفات پر مبنی ہو۔

۲۔ وہ دم جو عربی زبان میں ہو، اس کے معنی بھی واضح اور مشہور ہوں اور مطابق شریعت اسلامی ہو۔

۳۔ یہ کہ دم کرنے والا اور کروانے والا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ دم فی نفسہٖ کوئی با اثر چیز نہیں ہے بلکہ سارا معاملہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے وابستہ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اثر ہوگا۔

کتاب التوحید میں لکھا ہے: ''وَالرُّقٰی هِیَ الَّتِی تُسَمَّی الْعَزَآئِمَ وَ خَصَّ مِنْهُ الدَّلِیْلُ مَا خَلَّ مِنَ الشِّرْكِ رَخَّصَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْعَیْنِ وَ الْحُمَةِ وَ التِّوَلَةُ شَئٌ یَصْنَعُوْنَهٗ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهٗ یُحَبِّبُ الْمَرْاَةُ اِلٰی زَوْجِهَا وَالرَّجُلَ اِلٰی اِمْرَاَتِهٖ۔'' رُقٰی اور عزائم دونوں ہم معنٰی ہیں۔ شرکیہ تعویذات کے علاوہ نظرِ بد اور زہریلے کیڑے کے کاٹے کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے رخصت دی ہے۔ توَلَہٗ وہ عمل ہے جسے اس خیال سے کیا کرتے تھے کہ اس سے مرد اور عورت میں باہم اُلفت اور محبت پیدا ہوتی ہے۔

''التولہ جادو کی ایک قسم ہے جس کے ذریعے عورتیں اپنے شوہروں کی نظر میں محبوب بننے کی سعی کرتی ہیں۔''

تعویذ کا معنی ومفہوم

تعویذات کا معنی:

لغت میں:......تعویذات تعویذ کی جمع ہے۔

شرع میں:......جو کچھ نظر بد وغیرہ سے بچنے کے لیے بچوں کے گلے میں لٹکایا جاتا ہے۔

تعویذات کی اقسام:

تعویذ کی دو اقسام ہیں:

ا۔ ایسے تعویذات جو قرآنی آیات اور نبوی دعاؤں پر مشتمل ہوں۔

ایسے تعویذ تین وجوہات کی بنا پر ممنوع ہیں:

ا: تعویذ کی عمومی ممانعت:...... اس میں کوئی ایسی دلیل نہیں پائی جاتی جس سے قرآنی آیات یا احادیث پر مشتمل تعویذات کی تخصیص ہوتی ہو۔

ب: سد ذریعہ کے طور پر:...... کیونکہ اس طرح ایسی چیزیں لٹکانے کا راستہ کھلتا ہے جو کہ اصل میں مباح نہیں ہیں۔

ج: قرآن آیات و احادیث کی بے ادبی کا احتمال:...... جب انسان قضائے حاجت وغیرہ کے لیے جائے گا تو ان کا کما حقہ احترام نہیں کر سکے گا۔

۲۔ وہ تعویذات جن میں قرآن وحدیث کے علاوہ کوئی دوسرا مواد ہو؛ جیسا کہ وہ تعویذات جن میں شیاطین اور جنات کے نام ہوتے ہیں۔یا وہ تعویذات جو طلاسم وغیرہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔یا جن میں ناقابل فہم چیزیں لکھی ہوتی ہیں۔ ایسے تعویذ قطعی حرام ہیں۔

اور ایسا کرنا شرکیہ کام ہے، کیونکہ اس سے دل کا تعلق غیر اللہ سے قائم ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام!

ہر طرح کے تعویذات حرام ہیں، خواہ وہ قرآن و حدیث سے لکھے جائیں، یا پھر کوئی دوسرے منتر وغیرہ ہوں۔اس لیے کہ یہ شرکیہ امور ہیں۔

اس کی دلیل:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے: [1]

''بے شک جھاڑ پھونک کرنا، تعویذ باندھنا اور گنڈھے وغیرہ کرنا سب شرک کے کام ہیں۔'' [رواہ أحمد و أبو داؤد]

[1] زمانہ جہالت میں رسم تھی کہ جب یہ تانت پرانی ہو جاتی تو نئی تبدیل کر لیتے اور پرانی تانت کو چوپایوں کے گلے میں ڈال دیتے تھے۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اس سے جانور نظر بد سے محفوظ رہتا ہے۔سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ''اِنَّ الرُّقٰی وَ التَّمَآئِمَ وَ التِّوَلَةَ شِرْكٌ''۔ ''جھاڑ پھونک، تعویذ اور حُبّ کے اعمال سب شرک ہیں''۔

ابو داود میں یہ واقعہ ان الفاظ میں منقول ہے کہ: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دفعہ میرے شوہر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے میری گردن میں ایک دھاگا دیکھا اور پوچھنے لگے کہ یہ دھاگا کیسا ہے؟ میں نے عرض کی کہ یہ دھاگا مجھ کو دم کر کے دیا گیا ہے۔ یہ سنتے ہی انہوں نے وہ دھاگہ میرے گلے سے کاٹ پھینکا اور یہ فرمایا کہ تم عبداللہ رضی اللہ عنہ کا خاندان ہو، تم شرک سے بے نیاز ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جھاڑ پھونک، تعویذ اور اعمالِ حُبّ شرک ہیں۔ میں نے عرض کی کہ میری آنکھ میں چبھن محسوس ہوتی تھی، چنانچہ میں فلاں یہودی کے ہاں دم کرانے کے لیے جایا کرتی تھی، اس کے دم کرنے سے مجھے سکون سا ہو جاتا تھا۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بولے کہ یہ شیطانی عمل ہے۔ وہی اپنے ہاتھ سے چبھن پیدا کرتا تھا اور جب دم کر دیا جاتا تو ہاتھ روک لیتا؛ لہٰذا تمہارے لیے اس طرح کہنا کافی تھا جس طرح رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''اے کائنات کے پروردگار! تکلیف کو دور فرما دے اور تیری شفا ہی دراصل شفا ہے، شفا عطا فرما کیونکہ تو ہی شفا بخشنے والا ہے ایسی شفا عطا کر کہ جس کے بعد کسی قسم کی تکلیف باقی نہ رہے۔''

تبرک کا معنی ومفہوم

تبرک کا معنی:

لغت میں: ...... کسی چیز کا زیادہ ہونا اور اس کا ثابت رہنا۔

شرع میں: ...... برکت کی طلب، اور اس کی امید اور تبرک کا اعتقاد۔

تبرک کی اقسام:

تبرک کی دو قسمیں ہیں:

۱۔مشروع تبرک ۲۔ممنوع تبرک

اولاً: ......مشروع تبرک:

۱۔ نبی کریم ﷺ کی ذات اور آپ کے جسد اطہر سے منفصل ہونے والی چیزوں سے تبرک حاصل کرنا۔تبرک کی یہ قسم رسول ﷺ کی حیات مبارک کے ساتھ خاص تھی۔

۲۔ مشروع اقوال واعمال سے تبرک: یعنی وہ اعمال و اقوال جن سے انسان کو خیر و برکت حاصل ہوجائے۔جیسے قرآن مجید کی تلاوت ، اللہ تعالیٰ کا ذکر ، اور علم کی مجالس میں حاضری دینا۔

۳۔ ان مقامات سے تبرک حاصل کرنا جنہیں اللہ نے بابرکت بنایا ہے۔جیسے : مساجد، اور مکہ اور مدینہ اور شام ۔

ان جگہوں سے تبرک حاصل کرنے سے مقصود یہ ہے کہ یہاں پر نیکیوں کے مشروع کام کیے جائیں[جن سے برکت پیدا ہو]ایسا نہیں کہ یہاں کی دیواروں؛ پتھروں اور ستونوں وغیرہ کو چھوا اور چوما جائے۔[یا ان کے ساتھ اپنے گال ملے جائیں]۔

۴۔ ان اوقات سے برکت حاصل کرنا جنہیں اللہ تعالیٰ نے فضل و برکت کے لیے خاص کیا

ہے۔جیسا کہ رمضان کا مہینہ؛ ذوالحجہ کے شروع کے دس دن۔شب قدر، اور ہر رات کا آخری تہائی حصہ۔

وقت سے تبرک ایسے حاصل ہوگا کہ: ان اوقات میں کثرت کے ساتھ نیکی کے کام کیے جائیں، اورمشروع طریقہ پراللہ کی عبادت کی جائے۔

۵۔ ان ماکولات کے کھانے سے برکت حاصل کرنا جنہیں اللہ تعالیٰ نے بابرکت بنایا ہے: جیسے زیتون کا تیل،شہد، دودھ،کلونجی، اورآب زمزم۔

دوم:......ممنوع تبرک:

ا۔ ممنوعہ جگہوں اور جمادات سے تبرک حاصل کرنا:

مثلاً ان مقامات کی دیواروں اور دروازوں اور کھڑکیوں کو چھوکر ان سے برکت حاصل کرنا اوروہاں کی مٹی سے اپنے مریضوں کی شفایابی چاہنا جہاں کے متعلق برکت ثابت ہے۔

❀ انبیاء وصالحین کی قبروں اورمزارات سے تبرک کا عقیدہ رکھنا۔ [1]

❀ بعض تاریخی مقامات سے تبرک حاصل کرنا: جیسے نبی کریم ﷺ کی جائے پیدائش؛ غارحراءاور غارثور۔

۲۔ ممنوعہ اوقات سے تبرک حاصل کرنا:

❀ جن اوقات میں برکت کا حصول ثابت ہے، ان اوقات میں غیرمشروع اور بدعت پر

---

[1] صالحین کی قبروں پر جا کرتبرک حاصل کرنا جس طرح کہ لات کے پجاری کرتے تھے، یا درختوں اور پتھروں سے برکت حاصل کرنا جیسے عُزّٰی اور مناۃ کے پرستاروں کا شیوہ تھا، یکساں نوعیت کا شرک ہے۔لہٰذا جوشخص اس دور میں صالحین کی قبروں سے اسی طرح کی توقعات رکھتا ہے یا کسی درخت اور پتھر کی توقیر کرتا ہے اوراس سے مدد کا طالب ہوتا ہے اس نے بھی گویا مشرکین عرب جیسا فعل کیا۔یہی نہیں بلکہ اس زمانے کے مسلمان اس سلسلے میں تو مشرکین عرب سے کہیں آگے بڑھ گئے ہیں۔سیدنا ابو واقد قریشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جنگ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام حنین کی طرف جارہے تھے۔اور ہمارا زمانہ کفرابھی نیانیا گزرا تھا۔راستے میں ایک جگہ بیری کا درخت آیا جس کوذات انواط کہا جاتا تھا۔مشرکین اس درخت کے پاس بیٹھنا باعث برکت خیال کرتے تھے اوراپنے ہتھیار بھی برکت کے لیے اس درخت پرلٹکایا کرتے تھے۔سیدنا ابو واقد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں چلتے چلتے ہم اس بیری کے درخت کے پاس سے گزرے تو ہم نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ: [حاشیہ جاری ہے]

مشتمل ایسی عبادات کر کے برکت حاصل کرنا جن کی کوئی دلیل نہیں۔

❀ اور ایسے اوقات سے تبرک حاصل کرنا جن کے بابرکت ہونے کی کوئی شرعی دلیل نہیں۔ جیسے نبی کریم ﷺ کی پیدائش کا وقت؛ اسراء و معراج کی رات، پندرھویں شعبان کی رات۔ یا وہ دن اور راتیں جن میں کوئی تاریخی واقعہ پیش آیا ہو۔

۳۔ صالحین کی شخصیات یا ان کے بقایا جات سے ممنوع تبرک حاصل کرنا:

نبی کریم ﷺ کی ذات اور آپ کے آثار شریفہ کے علاوہ کسی کی ذات سے یا بقایا جات سے تبرک حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ یہ تبرک بھی نبی کریم ﷺ کی زندگی میں آپ کے ساتھ خاص تھا۔

تبرک کے متعلق چند اہم قواعد:

ا۔ تبرک حاصل کرنا عبادت کا کام ہے۔ اور کوئی عبادت اس وقت نہیں کی جاسکتی جب

[بقیہ حاشیہ]: ''یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِجْعَلْ لَنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ کَمَا لَهُمْ ذَاتَ اَنْوَاطٍ۔''

''جیسے ان مشرکین کے لیے ذاتِ انواط ہے، آپ ﷺ ہمارے لیے بھی ایک ذاتِ انواط مقرر فرما دیجئے۔''

رسول اللہ ﷺ نے اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہا اور فرمایا: ((اَنَّهَا السُّنَنُ قُلْتُمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ کَمَا قَالَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ لِمُوْسٰی اِجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا کَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ لَتَرْکَبُنَّ سُنَنَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ .))۔(رواہ الترمذی و صححہ)۔

''اللہ کی قسم! تم بالکل وہی بات کہہ رہے ہو جو بنی اسرائیل نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ ''اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں۔'' موسیٰ نے کہا ''تم لوگ بڑی نادانی کی باتیں کرتے ہو۔'' (پھر فرمایا) تم بھی اگلی اُمتوں کے طریقوں پر چلو گے۔''

مشرکین اُس درخت کی عظمت و جلالت کے پیشِ نظر اس کے پاس بیٹھنا باعث برکت سمجھتے تھے۔ یعنی برکت حاصل کرنے کی نیّت سے اس درخت پر اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ اس لیے کہا کہ ان کے ذہن میں یہ بات پیدا ہوئی کہ یہ بھی عند اللہ پسندیدہ عمل ہے، لہٰذا ہم بھی تبرّک حاصل کیا کریں۔ اگر ان کو یہ علم ہوتا کہ یہ شرک ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی کیسے جرات کر سکتے تھے؟

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اِس بات کو بنی اِسرائیل کے قول سے مشابہ قرار دیا ہے کیونکہ دونوں نے الٰہ طلب کیا تھا جس کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کریں۔ دونوں کے مطالبہ کے الفاظ اگرچہ مختلف ہیں، تاہم معنیٰ ایک ہی ہیں کیونکہ الفاظ کی تبدیلی سے حقیقت تو تبدیل نہیں ہو جاتی۔

تک اس کے متعلق شرعی دلیل موجود نہ ہو۔

۲۔ ہر قسم کی برکت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی طرف سے ہے؛ وہی اس کا کلی مالک و مختار اور بخشنے والا ہے۔ کسی غیر سے برکت طلب نہیں کی جاسکتی۔

۳۔ تبرک اسی چیز سے ہوسکتا ہے جس میں برکت کا ہونا ثابت ہو۔ اور یہ بھی صرف موحد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر سچا ایمان رکھنے والے کے لئے ہی مفید ہے۔

۴۔ تبرک:...... اس چیز سے ہوگا جس کا بابرکت ہونا شرعی نصوص سے ثابت ہو؛ اور اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ تبرک حاصل کرنے کا طریقہ بھی مشروع ہو۔ اور انسان کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ اس ہیئت اور طریقہ میں اپنی طرف سے بدعت ایجاد نہ کرے، بلکہ سلف صالحین کے طریقہ پر گامزن رہے۔

اسباب کے متعلق اہم ترین قواعد

۱۔ اسباب بجالانے والے پر واجب ہے کہ اس کا مکمل اعتماد و بھروسا صرف ایک وحدہ لاشریک پر ہونا چاہیے؛ نہ کہ صرف سبب پر؛اس لیے کہ سبب میں تاثیر پیدا کرنے والا اوراسے پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

۲۔ یہ جان لے کہ تمام اسباب اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ارادہ اور مشیت سے ہی کام کرتے ہیں۔[اس کی تقدیر کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا]۔

۳۔ کون سی چیز کسی دوسری چیز کا سبب ہوسکتی ہے، اس کی معرفت وذرائع سے حاصل ہوسکتی ہے:

ا۔اول:...... بذریعہ شریعت: اس کی مثال : شہد میں شفا پائی جاتی ہے ۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾ [النحل: ٦٩]

''اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔''

ب۔ دوم:...... بذریعہ تجربہ واندازہ۔

اس کی مثال:...... آگ جلانے کا سبب ہوتی ہے لیکن تجربہ سے کسی چیز کے سبب ثابت ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا ثبوت صاف واضح اور ظاہر ہو۔ اس لیے کہ جو ثبوت ظاہر نہ ہو، وہ کبھی کبھار صرف دعویٰ یا ایک گمان ہی ہوسکتا ہے۔ مثال کے طور پر بعض لوگوں کا یہ گمان کرنا کہ کڑا پہننے سے نظر نہیں لگتی۔

توسل کا معنی ومفہوم

توسل کا معنی:

لغت میں:...... وسیلہ اصل میں اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے کسی دوسری چیز تک پہنچا جائے، یا اس کی قربت حاصل کی جائے۔

اصطلاح میں:......ایسا سبب اختیار کرنا جو اللہ کے قریب کر دے۔

توسل کی اقسام:

توسل کی دو اقسام ہیں:

۱۔مشروع وسیلہ ۲۔ممنوع وسیلہ

۱۔مشروع وسیلہ:......اس کی تین اقسام ہیں:

۱۔اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسماء میں سے کسی نام یا صفات میں سے کسی صفت کا وسیلہ۔

۲۔اس نیک عمل کا وسیلہ، جو دعا کرنے والے نے خود کیا ہو۔

۳۔کسی نیک اور زندہ انسان کی دعا کا وسیلہ اختیار کرنا۔

۲۔ممنوع وسیلہ:......توسل مشروع میں بیان کیے گئے تین طریقوں کے علاوہ کسی اور طرح کا وسیلہ اختیار کرنا۔اس کی کئی اقسام ہیں:

۱۔اللہ تعالیٰ کی جناب میں بعض اشخاص یا ان کی جاہ کا وسیلہ دینا۔

۲۔اولیاء وصالحین کے نام کی نذر ونیاز ماننا اور ان سے دعا کرنا۔

۳۔اولیاء کی روحوں کے لیے ذبح کرنا اور ان کی قبروں پر مجاور بن کر بیٹھنا۔

غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا

ذبح کا معنی:

لغت میں:......اصل میں کاٹنے کو کہتے ہیں۔

اصطلاح میں:......مخصوص طریقہ پر تعظیم وتقرب کے لیے خون بہانا تا کہ روح نکل جائے۔

ذبح کی اقسام:

ذبح کی تین اقسام ہیں:

۱۔مشروع ذبح۔ ۲۔مباح ذبح۔ ۳۔شرکیہ ذبح۔

۱۔مشروع ذبح:

مثال کے طور پر:

۱۔قربانی۔ ۲۔اللہ کے لئے نذر [منت] کا جانور ذبح کرنا۔

۳۔حج کی قربانی۔ ۴۔حج میں فدیہ کا جانور۔

۵۔بچے کی طرف سے عقیقہ۔ ۶۔قربت الٰہی کے لیے صدقہ۔

۷۔مہمان نوازی کے لیے جانور ذبح کرنا۔

۲۔مباح ذبح:

۱۔ جیسے قصائی کا گوشت فروخت کے لیے جانور ذبح کرنا۔

۲۔ اپنے کھانے کے لیے جانور ذبح کرنا۔

۳۔شرکیہ ذبح:

۱۔ بتوں کے نام پر ذبح کرنا۔

۲۔ جنات کے لیے ذبح کرنا۔

۳۔ قبروں، درگاہوں یا آستانوں پر ذبح کرنا۔

۴۔ نئے گھر میں رہائش سے قبل جنات سے حفاظت کے لیے جانور ذبح کرنا۔ ❶

---

❶ یہ شرکیہ نذر اور منت کا بیان ہے۔ کسی بت، دربار، یا کسی اور خاص جگہ لے جا کر ذبح کرنا، جہاں کے متعلق یہ اعتقاد ہو کہ وہاں ذبح کرنے سے فائدہ ہوگا؛ یا شر سے محفوظ رہے گا۔ اور ایسے ہی جادوگروں اور نجومیوں کے کہنے پر ذبح کرنا، کیونکہ وہ شیطان کے کہنے پر یہ حکم چلاتے ہیں۔ بھلے وہ ''بسم الله الله اکبر'' کہہ کر کیوں نہ ذبح کیا جائے، مگر اللہ نے اس جانور کا گوشت کھانا سور کا گوشت کھانے سے بدتر قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہ گوشت کھانے والا حرام کے ساتھ شرک اکبر کا مرتکب ہے، جبکہ سور کا گوشت کھانے والا صرف حرام کا مرتکب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ ''بے شک اس نے حرام کردیا ہے تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت، اور وہ جسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے۔'' [البقرہ: ۱۷۳]

سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَخَلَ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فِي ذُبَابٍ وَ دَخَلَ النَّارَ رَجُلٌ فِي ذُبَابٍ قَالُوْا وَ كَيْفَ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَرَّ رَجُلَانِ عَلٰى قَوْمٍ لَّهُمْ صَنَمٌ لَا يُجَاوِزُهٗ اَحَدٌ حَتّٰى يُقَرِّبَ لَهٗ شَيْئًا فَقَالُوْا لِاَحَدِهِمَا قَرِّبْ قَالَ لَيْسَ عِنْدِيْ شَيْءٌ اُقَرِّبُ قَالُوْا لَهٗ قَرِّبْ وَ لَوْ ذُبَابًا فَقَرَّبَ ذُبَابًا فَخَلُّوْا سَبِيْلَهٗ فَدَخَلَ النَّارَ وَ قَالُوْا لِلْاٰخَرِ قَرِّبْ فَقَالَ مَاكُنْتُ لِاُقَرِّبَ لِاَحَدٍ شَيْئًا دُوْنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَضَرَبُوْا عُنُقَهٗ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ .)) (رواہ احمد)۔

''ایک شخص صرف ایک مکھی کی وجہ سے جنت میں جا پہنچا اور ایک جہنم میں چلا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ! یہ کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو شخص چلتے چلتے ایک قبیلے کے پاس سے گزرے اور اس قبیلے کا ایک بہت بڑا بت تھا۔ وہاں سے کوئی شخص بغیر چڑھاوا چڑھائے نہ گزر سکتا تھا۔ چنانچہ ان میں سے ایک کو کہا گیا کہ یہاں ہمارے بت پر چڑھاوا چڑھاؤ۔ اس نے معذرت کی کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں۔ انھوں نے کہا کہ تمہیں یہ عمل ضرور کرنا ہوگا اگرچہ ایک مکھی پکڑ کر ہی چڑھا دو۔ اس مسافر نے مکھی پکڑ کر چڑھاوا اس کی بھینٹ کر دیا اور انھوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ شخص اس مکھی کی وجہ سے جہنم میں چلا گیا۔ دوسرے شخص سے کہنے لگے کہ تم کسی چیز کا چڑھاوا چڑھا دو تو اس اللہ کے بندے نے جواب دیا کہ میں غیر اللہ کے نام پر کوئی چڑھاوا نہیں چڑھا سکتا۔ یہ جواب سنتے ہی انہوں نے اس مرد موحّد کو شہید کردیا تو یہ سیدھا جنت میں پہنچا۔''

سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نذر مانی کہ وہ بوانہ نامی مقام پر جا کر چند اونٹ ذبح کرے گا، اس نذر کے ماننے والے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا وہاں کوئی بت تھا جس کی مشرک پوجا کرتے تھے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ پوچھا کہ کیا وہاں مشرکین کا میلہ لگا تھا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [حاشیہ جاری ہے]

۵۔ دولہا دلہن کے گھر میں داخل ہوتے وقت ذبح کرنا اور پھر اس خون پر چلنا۔

۶۔ اللہ کے لیے ذبح کرنا، مگر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لینا۔

خلاصہ کلام!

۱۔ ذبح کرنا عبادت کا کام ہے۔ غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا جائز نہیں یعنی حرام ہے۔ اس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

[الانعام]

''فرما دیجیے بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے، جو جہانوں کا رب ہے۔''

۲۔ غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا شرک اکبر ہے، جس کے کرنے والے پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے، فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰهِ .)) [مسلم]

''اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا۔''

[بقیہ حاشیہ] نے فرمایا: ''اپنی نذر پوری کر لو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نذر کا پورا کرنا درست نہیں ہے۔ اور نہ وہ نذر پوری کرنا صحیح ہے جو انسان کی ملکیت میں نہ ہو۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جس مقام پر مشرکین کا میلہ لگتا ہو یا اس مقام پر ان کا کوئی بت وغیرہ نصب ہو، اگرچہ اس مقام پر اب نہ میلے کا اہتمام ہوتا ہو اور نہ بت پرستی ہو، تاہم اس مقام پر اللہ تعالیٰ کے لئے کسی جانور کو ذبح کرنا ممنوع ہے اور معصیت کے دائرے میں داخل ہے کیونکہ مشرکین کا کسی جگہ پر میلہ لگانا یا کسی مقام پر ان کا غیر اللہ کی عبادت کرنا، خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ذبح کرنے اور نذر پورا کرنے کے لئے مانع اور رکاوٹ ہے۔'' حدیث پاک کے یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ غلط مقام پر صحیح نذر کو پورا کرنا بھی معصیت ہے اور اس کا پورا کرنا بھی بالاجماع ممنوع ہے۔

غیر اللہ کے لیے نذر ماننا

نذر کا معنی:

لغت میں نذر:...... لازم کرنے کو کہتے ہیں۔

شرع میں:...... مکلّف کا اپنے نفس پر، نذر مانے گئے کے لیے تعظیم بجالاتے ہوئے، ایسی اطاعت کو لازم کر لینا جو اصل میں اس پر لازم نہیں تھی۔

نذر ماننا اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کام ہے: [1]

جان لیجیے کہ نذر ماننا اللہ تعالیٰ کے لیے عبادت کا کام ہے۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لیے بھی نہیں کیا جاسکتا۔ جو کوئی غیر اللہ کے لئے نذر مانتا ہے وہ شرک اکبر کا ارتکاب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ﴾ [2] [الانسان : ۷]

---

[1] صحیح بخاری میں اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ نَذَرَ اَنْ يُّطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَ مَنْ نَذَرَ اَنْ يَّعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهِ)) . ''جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ کسی معاملہ میں اللہ کی اطاعت کرے گا تو اسے اپنی یہ نذر پوری کرنی چاہیے۔ اور جو شخص ایسی نذر مانے جو اللہ کی نافرمانی پر منتج ہو تو اس کو پورا کر کے اللہ کا نافرمان نہ بنے۔''

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جو نذر صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے مانی گئی ہو، جیسے یہ کہے کہ اگر میرے مریض کو اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی تو میں اتنا مال صدقہ کروں گا، تو ایسی نذر کو پورا کرنا واجب ہے۔ اگر اس نے کسی چیز کے حصول پر ایفائے نذر کو معلق رکھا تو اس کے حاصل ہونے کے بعد نذر پوری کرے۔

[2] پوری آیت اس طرح ہے: ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَ يَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا﴾ ''یہ وہ لوگ ہوں گے جو (دنیا میں) نذر پوری کرتے ہیں اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی۔

یہ آیت کریمہ نذر پوری کرنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہے کیونکہ نذر کا پورا کرنا عبادت کے قبیل سے ہے اور اس کے ساتھ اس بات کی بھی تصریح موجود ہے کہ غیر اللہ کی نذر ماننا شرک ہے۔ یہاں یہ امر واضح ہو گیا کہ وہ نذریں جو عبادِ قبور، اہل قبور سے تقرب حاصل کرنے کی غرض سے مانتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اصحاب القبور اِن کی حاجات پوری کریں اور ان کے سفارشی بنیں، تو یہ سب بلا رَیب وشک شرک فی العبادت ہے۔

''وہ نذر کو پورا کرتے ہیں۔''

پس جو کوئی غیر اللہ کے نام کی نذر مانے اسے چاہیے کہ ایسی نذر کو پورا نہ کرے۔

نذر کب شرک ہوگی؟

جب غیر اللہ کی تعظیم اور تقرب کے لئے کوئی منت [نذر] مانے تو وہ شرک ہوگی۔

اس کی مثال:

۱۔ مثلاً: کوئی شخص یوں کہے: ''اگر اللہ تعالیٰ نے میرے مریض کو شفا عطا کردی تو میں فلاں ولی کی قبر پر اتنے بکرے چڑھاؤں گا یا اتنا مال وہاں پیش کروں گا۔

۲۔ اگر میرے گھر بچہ پیدا ہوگیا تو میں فلاں ولی کی درگاہ یا مزار پر جا کر ایک بکرا ذبح کروں گا۔ [1]

۳۔ یا یوں کہے کہ: فلاں ولی کے لیے یا فلاں جن کے لیے میں اتنی منت دوں گا یا اتنے جانوران کے نام پر ذبح کروں گا۔

۴۔ بتوں کے نام پر نذر ماننا۔

۵۔ سورج یا چاند کے نام کی نذر ماننا۔

[1] جو شخص قبر وغیرہ کے لئے تیل کی نذر مانے تا کہ قبروں پر دیئے جلائے؛ جیسے بعض گمراہ لوگ کرتے ہیں، اور یہ عقیدہ رکھے کہ ان کی نذر قبول کی جاتی ہے ایسی نذر مسلمانوں کے نزدیک بالاتفاق معصیت اور گناہ کا کام ہے اور اسے پورا کرنا ناجائز ہے۔ یہی صورت حال اس مال کی ہوگی جو صاحب قبر یا مجاورین کو خوش کرنے کے لئے بطورِ نذر مانا گیا ہو، کیونکہ یہ مجاورین ان لوگوں سے ملتے جلتے ہیں جو کہ لات، عُزّٰی اور مناۃ کے مجاور تھے۔ وہ بھی ناحق، لوگوں کا مال کھاتے تھے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے۔ آج کے مجاوروں کا بھی یہی حال ہے۔ یہ بھی عوام الناس کا مال بے دریغ کھاتے ہیں اور سب سے بڑا ظلم یہ ہو رہا ہے کہ یہ لوگ صراطِ مستقیم سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

استعانت، استغاثہ اور استعاذہ کے معانی و مفاہیم

ان الفاظ کے معانی:

استعانت:...... مدد طلب کرنا۔

استغاثہ:......سختی سے نجات طلب کرنا۔

استعاذہ:...... پناہ[امن] طلب کرنا۔

ان تینوں امور کے عبادت ہونے پر دلیل:

ا۔ استعانت کی دلیل:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ [الفاتحة:٥]

''بے شک ہم آپ کی ہی عبادت کرتے ہیں اور آپ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔''

ب۔ استغاثہ کی دلیل:

﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ﴾ [الأنفال : ٩]

''جب تم اپنے رب سے مدد مانگ رہے تھے تو اس نے تمھاری دعا قبول کر لی۔''

ج۔ استعاذہ کی دلیل:

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ [الناس : ١]

فرما دیں:''میں پناہ پکڑتا ہوں لوگوں کے رب کی۔''

غیر اللہ سے استعانت، استغاثہ اور استعاذہ کا حکم:

اس کی دو اقسام ہیں:

ا۔ پہلی قسم جائز:...... جب اس میں چار شرائط پائی جائیں:

ا:...... دو شرطیں استعانت، استغاثہ یا استعاذہ سے مطلوب چیز میں پائی جاتی ہیں:

ا:......وہ چیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہ ہو۔ [1]

ب:......مخلوق اس چیز کے کرنے پر قادر ہو۔

۲۔ دو شرائط اس میں پائی جاتی ہیں جس سے استعانت، استغاثہ یا استعاذہ کیا جا رہا ہو:

ا۔ زندہ ہو۔ ب: حاضر اور موجود ہو

۲:......دوسری قسم: شرکیہ جب ان سابقہ ذکر کردہ شرائط میں سے کوئی شرط چھوٹ جائے تو اس میں شرک کا عنصر داخل ہو جائے گا۔

[1] احناف کی مشہور کتاب ''فتاویٰ البزازیہ ''میں لکھا ہے کہ: ''جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ بزرگانِ دین اور مشائخ کی روحیں حاضر ہیں اور ہمارے بارے میں علم رکھتی ہیں، وہ کافر ہو جاتا ہے۔ شیخ صنع اللہ حنفی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الردّعلی من أدعی أن للأولیاء تصَرفات فِی الحیات و بعد الممات علی سبیلِ الکرامة ''میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ''دورِ حاضر میں مسلمانوں میں کچھ گروہ اس قسم کے پیدا ہو گئے ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو اپنی زندگی میں بھی اور بعد از وفات بھی اس عالم میں قدرت اور تصرف حاصل ہے اور سختی اور آزمائش کی گھڑیوں میں اُن سے استغاثہ و استعانت کی جا سکتی ہے، کیونکہ اُن کی سعی و ہمت سے مشکلات رفع ہوتی ہیں۔ لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہوئے ان کی قبروں پر آتے جاتے اور ان سے حاجات رفع کرنے کی درخواست کرتے ہیں کہ یہ اصحابِ کرامت تھے۔ وہ ان کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ اِن میں ابدال بھی تھے اور نقباء بھی، اوتاد بھی تھے اور نجباء بھی، ان کی تعداد ۷۷ اور ۴۴ تک پہنچتی ہے۔ قطب وہ ہے جو لوگوں کی فریادیں سنتے ہیں اور ان ہی پر اس نظام کا دارومدار ہے۔ ان کے نام کی نذر و نیاز بھی دیتے ہیں، جانور بھی ذبح کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اس سے وہ اولیاء ان کو مستحق اجر گردانتے ہیں۔'' شیخ صنع اللہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ: ''یہ وہ عقیدہ ہے جس میں نہ صرف افراط و تفریط ہی پائی جاتی ہے بلکہ اس میں ہلاکتِ ابدی اور عذابِ سرمدی بھی ہے کیونکہ اس میں خالص شرک کی بو آتی ہے جو کتابُ اللہ کے صحیح اور واضح احکام کے صریح خلاف ہے، تمام ائمہ کرام کے عقائد سے متصادم ہے اور اجماعِ اُمت کے خلاف ہے قرآنِ کریم کہتا ہے کہ: (ترجمہ) ''جو شخص رسول کی مخالفت پر کمر بستہ ہو اور اہل ایمان کی روش کے سوا کسی اور روش پر چلے درآں حالیکہ اِس پر راہِ راست واضح ہو چکی ہو تو اس کو ہم اسی طرح چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین جائے قرار ہے۔'' (النساء: ۱۱۵)

شفاعت کا معنی ومفہوم

شفاعت کا معنی:

لغت میں:.......شـفـع یشفع شفاعة کا مصدر ہے؛ یعنی جب کسی چیز کو دوہرا کر دیا جائے۔ شفع [جوڑا] وتر [اکیلے] کی الٹ اور ضد ہے۔

اصطلاح میں:.......نفع کے حصول یا نقصان سے بچنے کے لئے کسی دوسرے کا واسطہ اختیار کرنا۔

شفاعت کی اقسام:

شفاعت کی دو اقسام ہیں:

ا۔منفی شفاعت۔ ۲۔مثبت شفاعت۔

منفی شفاعت:

ا۔اس کا معنی :.......(وہ جو غیر اللہ سے طلب کی جائے ، اور اس پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی قادر نہ ہو)

ب: اس کی دلیل:.......اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾

[البقرة: ٢٥٤]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمھیں دیا ہے، اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ کوئی خرید وفروخت ہوگی اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی سفارش اور کافر لوگ ہی ظالم ہیں۔“

مثبت شفاعت: [1]

ا۔مثبت شفاعت کا معنی: ......(جو شفاعت اللہ تعالیٰ سے طلب کی جائے)۔

ب۔اس کی شرائط:......

ا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاعت کرنے والے کو شفاعت کی اجازت۔

۲۔ شافع اور مشفوع سے اس کی رضامندی۔

ج۔اس کی دلیل:

---

[1] مثبت شفاعت کی چھ قسمیں ہیں: ا۔پہلی: شفاعت کبریٰ ہے، جس سے اولوالعزم انبیاء علیہم السلام بھی گھبرا جائیں گے۔حتی کہ معاملہ رسول اکرم ﷺ تک آ پہنچے گا۔رسول اکرم ﷺ فرمائیں گے:"انا لھا" کہ یہ میرا ہی کام ہے۔یہ واقعہ اس وقت پیش آئے گا جب کائنات کے لوگ یکے بعد دیگرے تمام انبیاء علیہم السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر شفاعت کے لئے عرض کریں گے کہ اس مقام کے عذاب سے لوگوں کو نجات ملنی چاہیے۔اس شفاعت کے وہی لوگ مستحق ہوں گے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا ہوگا۔

۲۔دوسری شفاعت دخولِ جنت کی ہوگی۔اس کا مفصل بیان سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں موجود ہے جو صحیحین میں مروی ہے۔اور گزشتہ سطروں میں گزر چکی ہے۔

۳۔تیسری شفاعت ان لوگوں کی ہوگی جو اُمت محمدیہ ﷺ میں سے ہوتے ہوئے اپنے گناہوں کی پاداش میں دخولِ جہنم کے حق دار قرار پا جائیں گے لیکن رسول اکرم ﷺ جہنم میں داخل ہونے سے پہلے ان کی شفاعت کریں گے تاکہ یہ لوگ دوزخ میں نہ جاسکیں۔

۴۔چوتھی شفاعت: ان اہل توحید کے لئے ہوگی جو اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم کی سزا بھگت رہے ہوں گے۔ احادیث متواترہ، اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم، اور اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ اہل توحید اپنے گناہوں کی وجہ سے سزا بھگتیں گے۔جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں ان نفوس قدسیہ نے ان کو بدعتی قرار دیا ہے، ان کی نکیر کی ہے اور ان کو گمراہ ٹھہرایا ہے۔

۵۔پانچویں شفاعت صرف اہل جنت کے لئے ہوگی تاکہ ان کے اجر میں اضافہ کیا جائے اور ان کے درجات بلند کیے جائیں۔اس شفاعت میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔

مذکورہ بالا پانچوں اقسام صرف ان مخلص لوگوں کے لئے ہیں جنہوں نے کسی غیر اللہ کو نہ اپنا ولی بنایا اور نہ شفاعت کنندہ سمجھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّ لَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ﴾ "اور اے محمد (ﷺ)! آپ وحی کے ذریعہ سے ان لوگوں کو نصیحت کریں جو اس بات کا خوف رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے سامنے کبھی اس حال میں پیش کیے جائیں گے کہ اس کے سوا وہاں کوئی (ایسا ذی اقتدار) نہ ہوگا جو اِن کا حامی و مددگار ہو یا ان کی سفارش کرے۔" (الانعام: ۵۱)

٦۔چھٹی شفاعت: اہل جہنم کفار کے عذاب میں تخفیف کی شفاعت: اور یہ صرف ابوطالب کے لئے خاص ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ﴾ [البقرۃ: ۲۵۴]

''کون ہے وہ جو اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ کَمۡ مِّنۡ مَّلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغۡنِیۡ شَفَاعَتُہُمۡ شَیۡئًا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اَنۡ یَّاۡذَنَ اللّٰہُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یَرۡضٰی﴾ [النجم: ۲۶]

''اور آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں کہ ان کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر اس کے بعد کہ اللہ اجازت دے جس کے لیے چاہے اور (جسے) پسند کرے۔''[1]

زندہ اور قادر سے شفاعت طلب کرنے کا حکم:

۱۔ اگر کسی ایسے مطابق شریعت اور مباح کام شفاعت طلب کی جائے جس پر وہ قادر ہو تو ایسا کرنا ایک دوسرے کے ساتھ خیر و بھلائی میں تعاون اور مدد کے طور پر جائز ہے۔

۲۔ ایسی چیز طلب کی جائے جس پر اللہ کے علاوہ کوئی قادر نہ ہو، تو پھر ایسا کرنا شرک ہے۔

---

[1] علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''جب مقرب اور برگزیدہ فرشتوں کا یہ علم ہے کہ وہ بھی بارگاہِ قدس میں دم نہیں مار سکتے تو یہ جاہل اور احمق لوگ غیر اللہ اور معبودانِ باطلہ سے کس طرح توقع اور اُمید لگائے بیٹھے ہیں؟ جن کی عبادت کا اللہ تعالیٰ نے نہ شریعت میں کوئی حکم فرمایا اور نہ اجازت دی۔ بلکہ اس کے برعکس تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعہ سے اس کی تردید اور ممانعت فرمائی، اور اپنی نازل کردہ کتب میں اس کی نفی کی ہے''۔ ارشاد فرمایا:

﴿قُلِ ادۡعُوا الَّذِیۡنَ زَعَمۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ﴾

''فرما دیں: پکار دیکھو اُن کو جنہیں تم اللہ کے سوا اپنا معبود سمجھ بیٹھے ہو''۔

قبروں کی زیارت ❶

اس کی تین اقسام ہیں:

ا۔شرعی زیارت:

یعنی قبروں کی اس وجہ سے زیارت کرنا کہ اس سے :

❶ اس باب میں بیان ہوگا کہ بزرگوں کی قبروں کے متعلق غلو کرنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اُنہیں بتوں کی حیثیت دے دی جاتی ہے اور پھر اُن کی بھی پرستش ہونے لگتی ہے۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ موطا میں روایت نقل کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:((اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ . اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِھِمْ مَسَاجِدَ))۔''اے اللہ! میری قبر کو مورت[عبادت گاہ] نہ بنانا جسے لوگ پوجنا شروع کر دیں۔ اُن اقوام پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور قہر نازل ہوا جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہیں بنا لیا تھا۔''
اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور آپ ﷺ کی قبر کو تین دیواروں میں چھپا دیا ہے۔یہ اللہ رب العزت کی خاص رحمت اور حفاظت ونگہبانی ہے۔مذکورہ بالا حدیث کے الفاظ اس بات پر شاہد ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کو پوجا جاتا تو وہ بہت بڑی عبادت گاہ بن جاتی۔لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی قبر انور کو اس طرح محفوظ فرمایا۔وہاں تک پہنچنا کسی بادشاہ کے اختیار میں بھی نہیں رہا۔حدیث مذکورہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ وہ قبر، وثن کہلاتی ہے جسے قبروں کے پجاری؛ درگاہوں کے مجاور[سجادہ نشین لوگ]چومنا چاٹنا شروع کر دیں یا ان کے تابوتوں سے برکت حاصل کرنے کا ارادہ کریں۔افسوس کہ آج کل قبروں کی تعظیم اور ان کی عبادت کا فتنہ اس قدر عام ہو گیا ہے کہ الامان والحفیظ۔
سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُس درخت کو جڑ سے کاٹ دینے کا حکم صادر کیا جس کے نیچے بیٹھ کر رحمت عالم ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر لوگوں سے بیعت لی تھی۔یہ درخت کاٹنے کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں وہاں جا کر اُس کے نیچے نماز پڑھنے لگ گئے تھے۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شرک کا فتنہ پھیلنے کے خدشے کی وجہ سے اس کو کٹوا دیا تھا۔
یہی ہوتا آیا ہے کہ اولیاء وصالحین کی قبروں کو ایسے ہی آہستہ آہستہ پوجا گاہ بنالیا جاتا رہا ہے۔پھر نوبت ان کو بتوں کی شکل میں ڈھال لینے تک پہنچتی ہے۔مکہ میں موجود بت اصل میں اولیاء وصالحین کی مورتیاں تھیں۔علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ آیت کریمہ:﴿اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰی ﴾میں مذکور اللّات کے بارے میں مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول اپنی سند سے عن سفیان عن منصور نقل کرتے ہیں کہ''لاتّ[نیک انسان تھا جو کہ]حجاج کرام کو ستو گھول کر پلایا کرتا تھا، جب یہ فوت ہو گیا تو لوگ اس کی قبر پر مجاور بن کر بیٹھ گئے۔''

ا۔ آخرت کی یاد آئے گی۔

ب۔ اہل قبرستان کو سلام کرنا۔

ج۔ اہل قبرستان کے لیے مغفرت کی دعا کرنا۔ ❶

۲۔ بدعت زیارت:

جو کہ کمال توحید کے منافی ہو، جو کہ شرک کے وسائل میں سے ایک وسیلہ ہے۔اس میں:

ا۔ قبر کے پاس جا کر اللہ کی عبادت کرنے کا قصد

ب۔ قبروں سے تبرک حاصل کرنے کی نیت

ج۔ قبرستان میں پہنچ کر ہدیہ ثواب کی نیت

د۔ قبروں کی طرف دور دراز کے سفر

اور اس طرح کی دیگر چیزیں شامل ہیں۔

۳۔ شرکیہ زیارت:

جو کہ توحید کے منافی ہے: کیونکہ اس میں غیر اللہ کی عبادت بجا لائی جاتی ہے۔مثلاً:

ا۔ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں سے مانگے۔[جیسے اہل قبور سے مانگنا]

ب۔ ان سے حاجت روائی اور مشکل کشائی کا طلب گار ہو۔

ج۔ غیر اللہ کے لئے ذبح کرے اور منتیں مانے۔

یا اس طرح کے دیگر کام کیے جائیں۔

❶ اہل قبور کے لئے دُعائے مغفرت کی نیت سے جانا ممنوع نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم فرمایا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ آخرت کو یاد دلاتی ہیں۔'' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ خود اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر تشریف لے گئے تھے۔لیکن قبروں پر چراغاں کرنا اور وہاں مجاور بن کر بیٹھنا دین اسلام میں منع ہے۔اور ایسا کرنے والے پر سید الانبیاء ﷺ نے لعنت کی ہے۔سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَ الْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَ السُّرُجَ))
''رسول اللہ ﷺ نے اُن عورتوں کو ملعون قرار دیا ہے جو قبروں کی زیارت کرتی ہیں۔اور اُن کو بھی ملعون قرار دیا جو قبروں پر مسجدیں بناتے اور چراغاں کرتے ہیں''۔اس حدیث کو اہل سنن نے روایت کیا ہے۔

جادو کا معنی و اقسام

جادو کا معنی:

لغت میں:...... جو چیز مخفی ہو، اور اس کا سبب انتہائی لطیف ہو۔

اصطلاح میں:...... وہ جھاڑ پھونک؛ تعویذ و گنڈے؛ منتر اور طلسمی عملیات جو اللہ کے حکم سے انسان کے دل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

جادو کی اقسام:

اس کی دو اقسام ہیں:

أ: شرك اكبر:

وہ جادو جو کہ جنات یا شیاطین کے ذریعے سے کیا جاتا ہے، جس میں ان جنات و شیاطین کی عبادت کی جاتی ہے، ان کے لیے سجدہ کیا جاتا ہے، اور ان کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے تاکہ اس جن یا شیطان کو اس آدمی پر مسلط کیا جائے جس پر جادو کیا جا رہا ہے۔

ب: گناہ اور نافرمانی:

وہ جادو جس میں گنڈے، دوائیں اور جڑیاں وغیرہ یا اس طرح کی چیزیں استعمال کی جاتی ہیں۔ اس میں ہاتھ کا کھیل اور نظر بندی بھی شامل ہے۔

جادو کا حکم:

اگر جادو پہلی قسم سے تعلق رکھتا ہے، تو ایسا انسان کافر ہے، اس کو مرتد ہونے کی پاداش میں قتل کیا جائے گا۔

اور اگر دوسری قسم سے تعلق رکھتا ہے، تو ایسے انسان کو کافر تو نہیں کہا جائے گا؛ لیکن ایسا انسان فاسق اور گناہ گار ضرور ہوگا۔ جب حاکم وقت ضرورت محسوس کرے تو اس شخص کو نقصان

سے بچنے کے لیے قتل کرسکتا ہے۔ ❶

جادو کے کفر ہونے کی دلیل:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ﴾

[البقرة : ١٠٢]

”وہ دونوں کسی ایک کو نہیں سکھاتے تھے، یہاں تک کہ کہتے ہم تو محض ایک آزمائش ہیں، سو تو کفر نہ کر۔“

❶ سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبُهٗ بِالسَّيْفِ)) (رواہ الترمذی) ”جادوگر کی سزا یہ ہے کہ اسے تلوار سے قتل کر دیا جائے۔“

امام مالک ، امام احمد اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ نے اسی حدیث کو سامنے رکھ کر جادوگر کے بارے میں فیصلہ دیا ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ حضرت عمر، عثمان، عبداللہ بن عمر، حفصہ، جندب بن عبداللہ، جندب بن کعب، قیس بن سعد، عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم کے نزدیک بھی یہی ہے کہ جادوگروں کو قتل کر دیا جائے۔ صحیح بخاری میں بجالہ بن عبدہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حکم جاری کیا تھا کہ: ((أَنْ قْتُلُوْا كُلَّ سَاحِرٍ وَّ سَاحِرَةٍ . قَالَ: فَقَتَلْنَا ثَلَاثَ سَوَاحِرَ)) ”ہر جادوگر کو خواہ مرد ہو یا عورت قتل کر دو۔“ بجالہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: ”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا حکم سن کر ہم نے تین جادوگروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔“

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جادوگر کو توبہ کی مہلت دیے بغیر قتل کر دینا چاہیے۔ امام احمد اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک بھی یہی حکم ہے کیونکہ جادوگر کی توبہ سے جادو کا علم زائل نہیں ہوسکتا۔

اُمّ المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ انہوں نے اپنی ایک لونڈی کو جس نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا پر جادو کیا تھا، قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ اس لونڈی کو قتل کر دیا گیا۔ جندب رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کا واقعہ منقول ہے۔

عثمان الہندی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابی عثمان نے کہا: ولید کے پاس ایک جادوگر آیا اور اس نے ایک شخص کو ذبح کر کے اس کا سرتن سے جدا کر دیا۔ ہم بہت حیران ہوئے اور ہمارے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی چند لمحوں کے بعد جادوگر نے اس شخص کا سر دوبارہ ملا دیا اور وہ صحیح سالم ہوگیا۔ اتفاق سے سیدنا جندب الازدی رضی اللہ عنہ وہاں آ گئے، انہوں نے آگے بڑھ کر جادوگر کو قتل کر دیا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ دلائل النبوۃ میں تفصیل سے لکھا ہے جس میں ذکر کیا گیا ہے کہ ولید نے اس جادوگر کو قید کر دیا تھا۔ یہ واقعہ کئی طرق سے منقول ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جادوگروں کو قتل کرنا رسول اللہ ﷺ کے تین صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام یہ ہیں:

(۱) سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (۲) اُمّ المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا۔ (۳) سیدنا جندب الازدی رضی اللہ عنہ۔ واللہ اعلم

پس جو کوئی جادو کرے، یا سیکھے، یا پھر جادو پر راضی رہے، وہ کافر ہو جاتا ہے، اور ملت اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

جادو تڑوانے کا حکم:

مراد یہ ہے کہ جادو کیے گئے انسان سے جادو ختم کروانے کے عملیات کروانا۔

ان کی دو اقسام ہیں:

۱۔ جادو کا توڑ اس جیسے جادو سے ہی کروانا۔ [1]

ایسا کرنا شیطانی عمل ہے اور حرام ہے۔

۲۔ جادو کا توڑ شرعی دم اور جھاڑ پھونک سے اور مباح دواؤں سے کروانا۔

ایسا کرنا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

جادو کی اطلاع دینا اور اس سے ڈرانا:

یہ واجب ہوتا ہے کہ جادو کے متعلق لوگوں کو بتایا جائے، اور اس کے خطرات سے آگاہ کیا جائے۔ اس لیے کہ یہ ذمہ داری بھی برائی کے انکار اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے امور میں سے ہے۔

وہ نشانیاں جن کی وجہ سے کسی کے جادوگر ہونے کا پتہ چل سکتا ہے:

جب ان نشانیوں میں سے کوئی ایک نشانی پائی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا انسان بغیر کسی معمولی شک وشبہ کے جادوگر ہے۔

۱۔ جب معالج انسان سے اس کا اور اس کی والدہ کا نام دریافت کرے۔

۲۔ جب مریض کے آثار [مثلاً کپڑا، قمیص، رومال یا دیگر ایسی کوئی چیز] طلب کرے۔

---

[1] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ النُّشْرَةِ فَقَالَ: "هِيَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ)) ...... "رسول اکرم ﷺ سے نشرہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شیطانی عمل ہے۔ (رواہ احمد بسند جید، ابوداؤد)۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی شخص سے جادو دور کرنے کے عمل کو نشرہ کہتے ہیں اور یہ کام وہی شخص کرسکتا ہے جو جادو جانتا ہو۔ القاموس میں ہے کہ یہ بضم النون ہے۔ اس سے شیطانی عمل سے ترتیب دیا گیا نشرہ مراد ہے جو اہل جاہلیت کیا کرتے تھے۔

۳۔ اگر وہ طلسم وغیرہ لکھے۔

۴۔ جب ایسے منتر اور طلسم پڑھے جن کے معانی سمجھ میں نہ آتے ہوں۔

۵۔ کبھی کبھار کسی خاص قسم کا جانور بھی مانگا جاتا ہے، تا کہ اس پر تکبیر پڑھے بغیر ذبح کرے اور بسا اوقات اس کے خون کو تکلیف کی جگہ پر ملا جاتا ہے۔یا پھر اس ذبح کردہ جانور یا مرغ وغیرہ کو ویرانے [یا قبرستان] میں پھینک دیا جاتا ہے [ایسا شیطان کو راضی کرنے کے لیے کرتے ہیں تا کہ وہ ان کے کام آسکے]۔

۶۔ مریض کو ایسے تعویذ یا کپڑا دینا جس پر کچھ مربعہ جات بنے ہوتے ہیں اور ان کے اندر گنتی یا کچھ مجہول چیزیں لکھی ہوتی ہیں۔

۷۔ مجہول اور نا قابل سمجھ منتروں سے دم کیا جائے۔

۸۔ مریض کو ایسے اوراق دیے جائیں کہ انہیں جلا کر ان کا دھواں سونگھے۔

۹۔ مریض کو کچھ ایسی [مجہول اور سمجھ نہ آنے والی] چیزیں دی جائیں اور انہیں زمین میں دفن کرنے کو کہا جائے۔

کہانت اور عرافہ

کاہن کا معنیٰ:

جو شیاطین اور جنات سے اطلاع پا کر لوگوں کو ان کے مستقبل کی خبریں بتاتا ہے۔

عراف کا معنیٰ:

وہ جو حاضر امور کے جاننے کا دعویٰ کرتا ہے، جیسے کہ گمشدہ مال کا یا پھر چوری شدہ چیز کا پتہ بتانا۔

علم غیب کا دعویٰ:

ایسا کرنا کفر ہے۔اس لیے کہ ایسا کرنے میں قرآن کی تکذیب ہے۔فرمان الٰہی ہے:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[النمل: ٦٥]

''فرما دیجیے: اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے غیب نہیں جانتا۔''

غیب کی خبریں بتانے والوں کی اقسام:

۱۔ جو جنات وغیرہ کے ذریعہ سے غیب کی خبریں بتاتا ہے، وہ کاہن کہلاتا ہے۔

۲۔ جو زمین پر لکیریں لگا کر غیب کی خبریں بتاتا ہے، اسے رمال کہا جاتا ہے۔

۳۔ جو ستاروں میں دیکھ کر غیب کی خبریں بتاتا ہے، اسے نجومی کہا جاتا ہے۔

۴۔ جو چوری شدہ یا گمشدہ مال کی خبریں خفیہ طریقہ سے بتائے اسے عراف کہا جاتا ہے۔

جادوگروں کاہنوں اور عرافین کے پاس جانے کا حکم:

اس کی دو اقسام ہیں:

جو انسان ان کے پاس جائے اور کچھ پوچھے مگر اس کی تصدیق نہ کرے۔

اس کا حکم:......ایسا کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔ایسا کرنے والے کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوتی۔

اس کی دلیل:......رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَیْءٍ لَمْ تُقْبَلُ صَلَاتُهُ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا))

[مسلم]

”جو فال نکالنے والے کے پاس آیا اور اس سے کوئی چیز پوچھی، اس کی چالیس دن تک کی نماز قبول نہیں ہوگی۔“ ❶

۲۔ جوکوئی ان کے پاس جائے، ان سے پوچھے اور پھر ان کی باتوں کی تصدیق کرے:

حکم:......ایسا کرنے والا نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب کا منکر ہے۔

اس کی دلیل:......نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَـنْ اَتٰی عَرَّافًا اَوْ کَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا یَقُوْلُ، فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ .)) [ابوداؤد، ترمذی، احمد / صحیح]۔

جو نجومی، کاہن اور فال گر کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی، تحقیق اس نے قرآن کا کفر کیا۔“ ❷

---

❶ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس بات کی وضاحت فرمادی ہے کہ علم نجوم جادو میں سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ”جادوگر کہیں بھی نجات نہ پاسکے گا۔“ (طٰہٰ:٦٩)

❷ جس قدر علم نجوم زیادہ حاصل کرتا جائے گا اسی قدر گناہ بڑھتا جائے گا۔ کیونکہ علم نجوم کو موثر سمجھنا گناہ ہے جیسے جادو کو مؤثر خیال کرنا باطل ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ امام احمد اور ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

سیدنا عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پرندوں کو اڑانا، عیافہ اور زمین پر خطوط وغیرہ کھینچنا طرق کہلاتا ہے۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ کے نزدیک شیطان کی چیخ وپکار اور آہ وبکا کو الجبت کہتے ہیں۔ اس حدیث کی سند جید ہے۔ ولابی داؤد و النسائی و ابن حبان فی صحیحه وفی المسند منه سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ((مَـنِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ النُّجُوْمِ فَقَدِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ)) (رواہ ابوداؤد واسنادہٗ صحیح) ”جس شخص نے علم نجوم کا کچھ حصہ حاصل کیا تو گویا اس نے اتنا جادو سیکھ لیا اور جو جس قدر زیادہ سیکھتا جائے گا اتنا ہی اس کی وجہ سے گناہ میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔“

فال نکالنا

فال [الطیرة] کا معنی:

لغت میں:......[تطیر] سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے کسی بھی چیز سے بدفالی یا پھر نیک فال لینا۔

اصطلاح میں:...... ایسی بدفالی لینا[نحوست پکڑنا] جو کسی سنی گئی یا دیکھی گئی یا دیگر کسی معلوم چیز کے نتیجہ میں ہو۔

فال کا حکم:

نحوست پکڑنا اور بدفالی لینا دو وجہ سے توحید کے منافی ہے:

۱۔ اس میں اللہ تعالیٰ سے بھروسا ختم کر کے غیر اللہ پر بھروسا کیا جاتا ہے۔

۲۔......اس میں ایسی چیز سے تعلق قائم کیا جاتا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں، بلکہ وہ محض وہم اور خیال ہے۔

نحوست پکڑنے کی ممانعت کی دلیل:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

[الاعراف: ۱۳۱]

’’سن لو! ان کی نحوست تو اللہ ہی کے پاس ہے اور لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے۔‘‘

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا عَدْوَى وَلَا طِيْرَةَ وَلَا هَامَّةَ وَلَا صَفَرَ .)) [متفق علیه]

''چھوت لگنا، بدشگونی لینا، الو کو منحوس سمجھنا اور صفر کو منحوس سمجھنا یہ سب لغو خیالات ہیں۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے؛ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلطِّیْرَۃُ مِنَ الشِّرْكِ .)) [رواه أبو داؤد و الترمذي]

''بدشگونی لینا شرک کا کام ہے۔''[1]

بدشگونی لینے والے کے احوال:

یہ دو احوال سے خالی نہیں ہوتا:

اوّل:...... یہ کہ اس بدشگونی کو سنجیدگی سے لے، اور کوئی بھی کام کرنے سے باز آجائے تو

[1] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَیْسَ مِنَّا مَنْ تَطَیَّرَ أَوْ تُطِیِّرَ لَهُ؛ أَوتکَھَّنَ أَوْ تُکُھِّنَ لَهُ؛ أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ . وَمَنْ أَتٰی کَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَآ أُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ)) (رواه البزار سنده جيد) ''جو شخص خود فال نکالے یا اس کے لئے فال نکالی جائے یا خود کاہن بنے یا اس کے لئے کوئی دوسرا شخص کاہن تجویز کرے یا جو شخص خود جادوگر ہو یا اس کے لئے کوئی دوسرا شخص جادوگر کو تجویز کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ اور جو شخص کسی کاہن کے پاس جائے اور اس کی باتوں کی تصدیق کرے تو گویا اس نے شریعت محمدیہ سے کفر کا ارتکاب کیا۔'' یعنی جو شخص خود بدفال لے یا کسی شخص کے لئے کوئی دوسرا فال لے اور وہ شخص جو خود کاہن ہو یا کسی کاہن کے کہنے پر چلے، اسی طرح وہ شخص جو خود جادو کرے یا اس کے لئے کوئی دوسرا شخص جادو کرے۔ پس جو شخص بھی ان امور میں مبتلا ہوا، اس سے رحمت دو عالم ﷺ بے زار ہیں، کیونکہ ان میں سے بعض کام تو شرک ہیں۔ جیسے کسی چیز سے بدفال لینا اور بعض کفر ہیں جیسے کہانت اور جادو۔ اور جو شخص ان پر رضامندی ظاہر کرے اور ان کی باتوں پر عمل کرے وہ ان کا ساتھی ہے۔ اس لئے اس نے باطل اور کفر کو قبول کر کے اس پر عمل کیا ہے۔
شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کاہن، نجومی، اور علم رمل جاننے والے کو عراف کہا جاتا ہے۔ جیسے وہ شخص جو اٹکل پچو سے کام لے کر غیب دانی، اور کشف وغیرہ کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہو۔''
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے بارے میں جو حروف ابجد وغیرہ لکھ کر حساب کرتے اور نجوم سیکھتے تھے، فرماتے ہیں کہ جو شخص ایسا عمل کرے اس کا آخرت میں کوئی حصہ اور اجر نہیں ہے۔
سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ہمارے اوپر سے ایک پرندہ چیختا ہوا گزر گیا؛ ایک آدمی کہنے لگا ''بھلائی ہے بھلائی ہے۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا کہ ''دیکھو! اس میں خیر ہے نہ شر ہے۔'' آپ نے یہ بات سنتے ہی اس کی تردید اور ممانعت فرمائی کہ کہیں اس کے دِل میں خیر و شر کی تاثیر کا عقیدہ نہ پیدا ہو جائے۔ صحیحین میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((لَا عَدْوٰی وَ لَا طِیَرَۃَ وَ یُعْجِبُنِی الْفَالُ . قَالُوْا: وَ مَا الْفَالُ؟ قَالَ: اَلْکَلِمَۃُ الطَّیِّبَۃُ .))
''کوئی بیماری متعدی نہیں ہے اور نہ بدشگونی کوئی چیز ہے اور مجھے نیک فال پسند ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: نیک فال کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھی بات کو نیک فال کہتے ہیں۔''

یہ سب سے بڑی نحوست اور بدشگونی ہے۔

دوم: ...... یہ کہ وہ اس کام کو تو کر گزرے مگر اس میں رنجیدہ و پریشان اور کبیدہ خاطر رہے، اور یہ خوف محسوس کرتا رہے کہ کہیں یہ نحوست اس پر اثر انداز نہ ہو جائے۔ یہ بھی بدشگونی اور نحوست ہے، مگر پہلے سے کم درجہ کی ہے۔

اس کی ہر دو صورتیں توحید کی ناقض اور انسان کے لیے نقصان دہ ہیں۔

جس کے دل پر بدشگونی اثر کر جائے اس کا علاج:

اس کو چاہیے کہ یہ دعا پڑھے:

((اللھم لا یأتي بالحسنات إلا أنت و لا یدفع السیئات إلا أنت . لا حول و لا قوة إلا باللہ .))

''اے اللہ! تیرے علاوہ کوئی بھلائی لانے والا نہیں اور تیرے علاوہ کوئی برائی کو ختم کرنے والا نہیں، اور نہ ہی نیکی کی کوئی قوت ہے تیری توفیق کے بغیر۔''

اور ایسے ہی یہ دعا بھی پڑھنی چاہیے:

((اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ إِلَّا خَیْرُكَ وَ لَا طَیْرَ إِلَّا طَیْرُكَ وَ لَآ إِلٰهَ غَیْرُكَ))

''اے اللہ، تیری بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں اور تیرے پرند کے سوا کوئی پرند نہیں اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔'' [1]

---

[1] مسند احمد میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کو فالِ بد اپنے کام سے روک دے اس نے شرک کیا۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کی کہ اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا کفارہ یہ ہے [کہ انسان یہ مذکورہ بالا دعا پڑھے]۔

کسی چیز کو دیکھ کر یا سن کر اس کو منحوس سمجھتے ہوئے اپنے کام یا سفر سے رُک جانا شرک ہے۔ لہٰذا جو شخص ایسا خلافِ شریعت عمل کرے گا وہ مشرک ہوگا۔ اور اس لحاظ سے کہ ایسے شخص نے اللہ تعالیٰ پر توکل اور اعتماد نہیں کیا بلکہ غیر اللہ پر اعتماد کر لیا ہے، اس لئے اس کے اس فعل میں شیطان کا عمل دخل اور اس کا حصہ پایا جائے گا۔ مسند احمد میں سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ((إِنَّمَا الطِّیَرَةُ مَا اَمْضَاكَ اَوْ رَدَّكَ))

''فالِ بد یہ ہے کہ وہ تجھے کسی کام میں لگا دے یا پھر کسی کام سے روک دے۔''

پس ایسی صورت میں بطور کفارہ تجدید ایمان کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی اس انسان پر لازم ہوتا ہے کہ:

۱۔ وہ بدشگونی کے اثرات ونقصانات کو سمجھے۔

۲۔ مجاہدہ نفس کرے [تا کہ اس قسم کے خیالات دل میں پیدا نہ ہوں]۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر پر ایمان مضبوط کرے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق اچھا گمان رکھے۔

۵۔ کسی کام سے قبل استخارہ کرلیا کرے۔

ممنوعہ بدشگونی کی حدود کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بدشگونی وہ ہے جو:

۱۔ تمہیں کسی کام میں لگادے۔

۲۔ یا پھر کسی کام سے روک دے۔ [رواہ أحمد]

نیک فال؟

اس کا معنی:...... وہ پاکیزہ کلمہ ہے جسے سن کر انسان کو خوشی محسوس ہو۔

اس کی مثال:......کوئی شخص سفر کا ارادہ کرے تو کسی کی آواز سنے ''یا سالم'' اے سلامتی والے، تو اس سے وہ بشارت پائے [اور نیک فال لے]۔

نیک فال کا حکم:

ایسا کرنا جائز ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَ یُعْجِبُنِی الْفَالُ)) ''اور مجھے فال پسند ہے۔''

بدشگونی اور نیک فال میں فرق:

بدشگونی اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی اور اس کی حق تلفی ہے۔ جس میں دل ایسی مخلوق کے ساتھ معلق ہوجاتا ہے جو نہ ہی نفع دے سکتی ہے اور نہ ہی نقصان۔

نیک فال :...... اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان ہے، جو کسی بھی حاجت کو رد نہیں کرسکتا۔

نجوم کے متعلق

نجوم کا معنی:

لغت میں:......ستاروں کا علم حاصل کرنا، یا ستاروں کے مؤثر ہونے کا اعتقاد رکھنا۔

اصطلاح میں:......ستاروں سے خاص چیزوں پر استدلال کرنا۔

علم نجوم کی اقسام:

اس کی دو اقسام ہیں:

۱۔علم الاحکام و التاثیر

۲۔علم الاسباب و التیسیر[آسانی]

۱۔ علم الاحکام و التاثیر:

اس کی تین اقسام ہیں:

۱۔ یہ اعتقاد رکھنا کہ ستارے مؤثر فاعل ہیں، [اوران کی وجہ سے حوادث اور شر پیدا ہوتا ہے] یہ شرک اکبر ہے۔

۲۔ علم النجوم کو ایسا سبب بنالینا جس کی بنا علم غیب کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ایسا کرنا کفر اکبر ہے۔

۳۔ یہ اعتقاد رکھنا کہ ستارے خیر وشر کے پیدا کرنے میں تاثیر رکھتے ہیں، حالانکہ فاعل حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہے۔ایسا کرنا حرام اور شرک اصغر ہے۔

۲۔ علم الاسباب و التیسیر[آساني] :

اس کی دو اقسام ہیں:

۱۔ ستاروں کی حرکت سے دینی مصلحتوں پر استدلال کرنا۔ایسا کرنا مطلوب ہے۔

اس کی مثال:......ستاروں کے ذریعے قبلہ رخ کی معرفت حاصل کرنے پر استدلال۔

۲۔ ستاروں کی حرکت سے دنیاوی مصلحتوں پر استدلال کرنا۔ ❶

اس کی دو اقسام ہیں:

أ:......مختلف جہات کی معرفت پر استدلال کرنا۔ ایسا کرنا جائز ہے۔

ب:......موسم پر استدلال کرنا۔

صحیح یہ ہے کہ ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے۔

ستاروں کو پیدا کرنے میں حکمت:

اس میں تین حکمتیں ہیں:

۱۔ آسمانوں کی زینت۔ ۲۔ شیاطین کی پٹائی۔ ۳۔ راستہ کی رہنمائی۔

❶ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں فرماتے ہیں: قتادۃ رحمہ اللہ نے فرمایا: ((خَلَقَ اللّٰهُ هٰذِهِ النُّجُوْمَ لِثَلَاثٍ زِيْنَةً لِّلسَّمَآءِ وَرُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَ عَلَامَاتٍ يُّهْتَدٰى بِهَا . فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيْهَا غَيْرَ ذٰلِكَ أَخْطَأَ وَ أَضَاعَ نَصِيْبَهٗ وَ كَلَّفَ مَا لَا عِلْمَ لَهٗ بِهٖ)) ......"اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کو تین چیزوں کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ (۱)۔ آسمان کی زینت کے لئے۔ (۲)۔ شیاطین کو مارنے کے لئے۔ (۳)۔ اور بحر و بر میں راستے معلوم کرنے کے لئے۔ جو شخص اس کے علاوہ کوئی اور مطلب لیتا ہے وہ خطا کار ہے۔ اس نے اپنا حصہ شرعی ضائع کر دیا اور خود کو اس تکلف میں ڈال دیا، جس کا کوئی علم نہیں۔"

اور بعض جاہل جو اللہ تعالیٰ کے اوامر کو نہیں جانتے انہوں نے ان ستاروں کے متعلق کاہنوں کی سی نئی نئی باتیں بنالی ہیں جیسے یہ کہ جو شخص ان ان ستاروں کی گردش میں شادی کرے گا اس کا سفر یوں ختم ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "آسمانی سیاروں کی رفتار سے زمین کے حادثات و واقعات کی کھوج لگانے کو تنجیم کہتے ہیں۔" علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "وہ علم نجوم جس کی کتاب و سنت میں ممانعت کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ نجومیوں کا یہ دعویٰ کرنا کہ آنے والے فلاں دن یا فلاں مہینے میں یہ حادثہ رُونما ہوگا۔ یا اس قسم کی ہوا چلے گی، یا فلاں وقت بارش ہوگی یا فلاں چیز مہنگی ہو جائے گی، فلاں سستی ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی پیشین گوئی سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ فلاں ستارہ جب فلاں برج میں داخل ہوتا ہے یا فلاں فلاں ستارے جب جمع یا الگ ہو جاتے ہیں تو اِن کی وجہ سے زمین پر اس قسم کے انقلابات و تغیرات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ نجومیوں کا یہ دعویٰ حقیقت میں علم غیب کا دعویٰ ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے مخصوص ہے۔"

سوال:......نجومیوں کی بعض باتیں درست ثابت ہوتی ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:......نجومیوں کی بعض باتیں بھی کاہنوں کی طرح ہوتی ہیں۔ ایک صحیح بات کے ساتھ سو جھوٹ بولتے ہیں۔ ان کی درست بات کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ بر بنائے علم درست ہے بلکہ وہ اتفاقاً درست ثابت ہو جاتی ہے اس میں نجومی کا کمال نہیں ہے۔ پس جو شخص ان کو سچا سمجھتا ہے وہ آزمائش اور فتنے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ستاروں سے بارش طلب کرنا

(اَلْاِسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ)

ستاروں سے بارش طلب کرنے سے مراد کیا ہے؟

استسقاء سے مراد ہے بارش[پانی] طلب کرنا۔

الْأَنْـــــوَاءِ جمع ہے، اس کی مفرد ''نوء'' ہے۔نوء ستاروں کی منازل کو کہتے ہیں جو کہ اٹھائیس منازل ہیں۔

الْإِسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ: سے مراد بارش کے حصول کو ان منازل کی طرف منسوب کرنا۔

الْإِسْتِسْقَاءِ بِالْأَنْوَاءِ کی اقسام:

اس کی تین اقسام ہیں:

۱۔ شرک اکبر:......اس کی دو صورتیں ہیں:

ا:...... یہ کہ بارش برسنے کے لیے ان منازل کو پکارے۔ مثال کے طور پر یوں کہے: ''اے فلاں منزل! ہمیں سیراب کردے۔ اے فلاں منزل ! ہم پر بارش برسا دے ۔ یا اس طرح کے دیگر کلمات کہے۔

ب:...... یہ کہ بارش کے ہونے کو ان منازل کی طرف منسوب کرے۔اور یہ اعتقاد رکھے کہ بارش برسنے میں یہ منازل بذات خود مؤثر ہیں۔اگر چہ وہ ان منازل کو نہ بھی پکارے۔

۲۔ شرک اصغر:...... یہ کہ ان منازل کو سبب سمجھے۔

۳۔ جائز:...... یہ کہ ان منازل کو صرف علامت اور دلیل تک ہی سمجھے۔انہیں نہ ہی اسباب بنائے اور نہ ہی بذات خود مؤثر سمجھے۔

الْإِسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ کے حرام ہونے کی دلیل:

اللّٰہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ تَجۡعَلُوۡنَ رِزۡقَکُمۡ اَنَّکُمۡ تُکَذِّبُوۡنَ﴾ (الواقعة)

''اور اس نعمت میں اپنا حصہ تم نے یہ رکھا ہے کہ اسے جھٹلاتے ہو۔''

امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:'' وہ منازل کے متعلق یوں کہا کرتے تھے:'' فلاں اور فلاں منزل کی وجہ سے ہم پر بارش کی گئی۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هَلْ تَدْرُوْنَ مَا ذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ . قَالُوْا: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ . قَالَ: قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤمِنٌ بِیْ وَ كَافِرٌ؛ فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ رَحْمَتِهٖ؛ فَذٰلِكَ مُؤمِنٌ بِیْ كَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ . وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَ كَذَا؛ فَذَالِكَ كَافِرٌ بِیْ مُؤمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ .))

''کیا تمہیں پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آج صبح میرے بہت سے بندے مومن ہو گئے اور بہت سے کافر۔ سو جس نے کہا کہ بارش اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اسکی رحمت سے ہوئی ہے وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں سے اس نے کفر کیا۔ اور جس نے کہا کہ یہ بارش فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ہوئی ہے اس نے مجھ سے کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لایا۔'' [1]

[1] یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بارش کے متعلق جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ انواء کی وجہ سے اور ان کے اثر کی وجہ سے بارش ہوئی ہے تو یہ شخص کافر ہے کیونکہ وہ شرک فی الربوبیت کا مرتکب ہوا ہے؛ اور ہر مشرک کافر ہوتا ہے۔ اور جو شخص انواء وغیرہ کی تاثیر کا معتقد نہیں بلکہ اس نے رسماً یہ جملہ کہہ دیا ہے تو یہ شرکِ اصغر ہے۔ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو غیر اللہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی ستارے میں کسی قسم کا کوئی بھی سبب بارش برسنے کا نہیں رکھا۔ یہ تو اس کا خاص فضل اور احسان ہے کہ جب چاہتا ہے بارش برساتا ہے اور جب چاہتا ہے اُسے روک لیتا ہے۔ اس باب میں بارش کو ستاروں کی مختلف منزلوں کی طرف منسوب [حاشیہ جاری ہے]

ریاکاری [دکھلاوا]

ریاکاری کا معنی:

لغت میں:......کسی غیر کو دکھانے کے لیے کسی چیز کا اظہار کرنا۔

شرع میں:...... غیر کے لیے اطاعت کا اس طرح سے اظہار کرنا تاکہ وہ لوگوں کو دکھائے اور لوگ اس کی تعریف کریں۔

ریاکاری کا حکم:

اً:......اگر ریاکاری معمولی درجہ کی ہے تو ایسا کرنا شرک اصغر ہے۔

[بقیہ حاشیہ]: کرنے پر وعید کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس قسم کا عقیدہ رکھنا خلافِ شرع ہے۔ چاند کی مختلف منزلوں کو انواء کہتے ہیں۔ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أَرْبَعٌ فِی أُمَّتِی مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ لَا یَتْرُكُونَهُنَّ۔ اَلْفَخْرُ بِالْأَحْسَابِ وَ الطَّعْنُ فِی الْأَنْسَابِ وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ وَ النِّیَاحَةُ . وَقَالَ: أَلنَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ یَوْمَ الْقِیمَةِ وَ عَلَیْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ .)) (رواہ مسلم)

''میری امت میں جاہلیت کے چار کام ہیں جنہیں وہ ترک نہیں کرے گی: ۱۔خاندانی شرافت پر فخر کرنا۔ ۲۔نسب میں عیب نکالنا۔ ۳۔ستاروں سے بارش برسنے کا عقیدہ رکھنا ۴۔نوحہ کرنا۔ پھر فرمایا: نوحہ گر عورت اگر موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے بدن پر تارکول کا کرتہ اور خارش کی درع پہنائی جائے گی۔

مطلب یہ ہے کہ بعض افرادِ اُمت ان چار اُمور پر، ان کی حُرمت جاننے کے باوجود یا لاعلمی کی وجہ سے عمل کرتے رہیں گے، حالانکہ یہ اُمورِ جاہلیت ہیں اور اُن کی یاد انتہائی مذموم اور مکروہ ہے۔ لیکن اس کے باوصف لوگ اس میں مبتلا رہیں گے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کو صرف اسی کی طرف منسوب کرنا چاہیے اور اسی کی تعریف کرنی چاہیے۔ اہل توحید کا یہی شیوہ ہے کہ وہ فقط اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں۔

اور اس مقام پر کفر کی حقیقت کو بھی سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی کسی بھی نعمت کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرنا کفر ہے، اسی لئے بعض علماء نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے، اگرچہ کہنے والے کا عقیدہ ستاروں میں تاثیر کا نہ ہو، اس کو کفرانِ نعمت سے تعبیر کیا جائے گا کیونکہ نسبت غلط ہوگئی ہے۔

ب: ......اگر تمام عمل یا اس کا اکثر حصہ ریاکاری پر مشتمل ہے تو یہ شرک اکبر ہے۔ مؤمن ایسا ہرگز نہیں کر سکتا؛ اس لیے کہ ایسا کرنا منافقین کی خصلت ہے۔

ریاکاری کے خطرات:

۱۔ ریاکاری شرک اصغر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''سب سے خطرناک چیز جس سے میں تمہارے بارے میں ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ آپ سے پوچھا گیا شرک اصغر کیا ہے؟ تو فرمایا: ''ریا'' [رواہ أحمد]

۲۔ اگر اس گناہ کا مرتکب توبہ کے بغیر مرگیا تو اس کی بخشش نہیں ہوگی۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

[النساء:۱۱۶]

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔''

یہ وعید شرک اکبر اور شرک اصغر دونوں کے لیے عام ہے۔

۳۔ وہ عمل تباہ ہو جاتا ہے جس میں ریاکاری پائی جائے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قال اللّٰه تعالیٰ: اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَآءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلاً اَشْرَكَ مَعِی فِیْهِ غَیْرِیْ تَرَكْتُهٗ وَ شِرْكَهٗ .)) (مسلم)

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمام شرکت والوں سے زیادہ بے پرواہ ہوں شرک سے۔ جو شخص کوئی ایسا کام کرے جس میں میرے ساتھ کسی غیر کو شریک کرے تو میں اُسے اور اُس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔''

۴۔ ریاکاری کا خطرہ مسیح دجال کے خطرہ سے بڑھ کر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلَآ اُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ اَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِیْ مِنَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ؟ . قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! قَالَ : الشِّرْكُ الْخَفِیُّ ، يَقُوْمُ الرَّجُلُ فَيُصَلِّیْ فَيُزَيِّنُ صَلٰوتَهٗ لِمَا يَرٰى مِنْ نَّظَرِ

رَجُلٍ .))(رواہ احمد)

''کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس کا خوف مجھے تم پر مسیح دجال سے بھی زیادہ ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ: ہاں! یا رسول اللہ ﷺ! ضرور بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شرک خفی ہے۔ وہ اِس طرح کہ کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہو، پھر اپنی نماز کو محض دکھلاوے کے لئے عمدہ طریق سے ادا کرے۔''❶

---

❶ ریا کاری ہر لحاظ سے قابل مذمت ہے اوراس سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔فرمان الٰہی ہے: ﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ (الكهف : ١١٠)
''پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو، اُسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کیساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔''
صحیح ابن خزیمہ میں محمود بن لبید سے روایت ہے وہ کہتے ہیں''ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اے لوگو! شرک خفی سے بچو'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ ! شرک خفی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا''شرک خفی یہ ہے کہ انسان نماز پڑھنے لگے تو دوسروں کے لئے نماز کو اچھی طرح ادا کرے۔''
اس شرک کو خفی اس لئے کہا گیا ہے کہ انسان لوگوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کرتا ہے کہ اس کا یہ عمل خالص اللہ کے لئے ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ بباطن وہ غیر اللہ کے لئے انجام دے رہا ہے، کیونکہ وہ نماز اس لئے ٹھیک ادا کر رہا ہے کہ اُسے لوگ دیکھ رہے ہیں۔ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:''رسول اللہ ﷺ کے مقدس ترین دَور میں ہم ریا کاری کو شرکِ اصغر سمجھا کرتے تھے۔''(ابن جرير فی التهذيب)

جب عمل میں ریاکاری کی ملاوٹ ہو؟

یہ تین احوال سے خالی نہیں ہوسکتا:

۱۔ **اول**:...... کام شروع ہی لوگوں کو دکھانے کے لیے کیا گیا ہو۔
ایسا کرنا شرک ہے اور اس سے عبادت تباہ ہوجاتی ہے۔ [1]

۲۔ **دوم**:...... یہ کہ نیت تو اللہ کے لیے تھی، بعد میں ریاکاری پیدا ہوگئی۔
اس کی دو حالتیں ہیں:

اَ: انسان اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کرے، اور اس پر توجہ نہ دے؛ اس صورت میں یہ

[1] رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ: ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عرشِ عظیم سے اُتر کر اپنے بندوں کے پاس آئے گا تاکہ ان کا فیصلہ کر دیا جائے۔ اس وقت ہر اُمت گھٹنوں کے بل گری ہوگی۔ سب سے پہلے ان تین اشخاص کو بلایا جائے گا۔ قاری قرآن کو، شہید فی سبیل اللہ کو اور مالدار کو۔ سب سے پہلے قاری قرآن سے سوال ہوگا کہ میں نے جو قرآن اپنے رسول پر اتارا تھا کیا تجھے اس کا علم نہیں سکھایا؟ قاری کہے گا کہ ہاں ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ سوال کرے گا، علم کے مطابق عمل کیا؟ قاری جواب دے گا: اے رب کریم میں نے تمام دن اور رات تلاوت کرتا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کہے گا، تو جھوٹ بولتا ہے۔ فرشتے بھی یہی کہیں گے: تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہے گا: تو اس لئے تلاوت کرتا تھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں وہ دُنیا میں کہا جا چکا۔ مالدار شخص کو پیش کیا جائے گا اور سوال ہوگا، کیا تم کو اتنی وسعت مال نہ دی گئی کہ تو کسی کا محتاج نہ رہا؟ وہ جواب دے گا: اے اللہ تو بالکل ٹھیک اور صحیح کہتا ہے! اللہ تعالیٰ پوچھے گا: جو کچھ تم کو ملا اُس کے مطابق عمل کیسا کیا؟ بندہ جواب دے گا کہ اے رب کریم! میں صلہ رحمی کرتا اور صدقہ دیتا رہا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تم جھوٹ کہتے ہو۔ فرشتے بھی کہیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہے گا تمہارا ارادہ یہ تھا کہ تمہیں سخی کہا جائے، چنانچہ یہ دنیا میں کہا جا چکا۔ اب اس شخص کو پیش کیا جائے گا جو اللہ کی راہ میں شہید ہوگیا۔ اللہ کریم پوچھے گا، تم کیوں قتل ہوئے؟ بندہ جواب دے گا، اے رب کریم! تو نے جہاد کا حکم دیا اور میں تیرے راستہ میں دین کے دُشمنوں سے لڑ کر شہید ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو جھوٹ بولتا ہے۔ فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرا ارادہ یہ تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں اور وہ کہا جا چکا۔ یہ واقعہ بیان فرما کر رسول اللہ ﷺ نے میرے گھٹنے پر ہاتھ مار کر فرمایا: اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) یہی وہ تین قسم کے افراد ہیں جن کو قیامت کے دِن سب سے پہلے جہنم کی آگ جلائے گی۔

ریا کاری کچھ نقصان نہیں دے گی۔

ب: یہ کہ وہ اس دکھلاوے پر مطمئن ہو اور اسے ختم کرنے کی کوشش نہ کرے۔

اس صورت میں عبادت کا حکم:

ا:...... اگر عبادت کا آخر اس کے اول پر مبنی نہیں ہے تو اول صحیح ہے، اور آخر کا وہ حصہ جس میں ریا داخل ہوا وہ باطل ہے۔

اس کی مثال:...... ایک انسان نے اخلاص کے ساتھ سو ریال صدقہ کیا، پھر اسے کسی آدمی نے دیکھ لیا تو اس نے ایک سو ریال اور صدقہ کر دیا،تو اس صورت میں پہلا صدقہ ٹھیک ہے دوسرا صدقہ باطل ہے۔

ب:...... اگر عبادت کا آخر اس کے اول پر مبنی ہے،تو تمام عبادت تباہ ہو جائے گی۔

اس کی مثال:...... کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے لیے دو رکعت نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا۔ پھر دوسری رکعت میں اس پر ریا کاری چھا گئی؛ مگر اس نے اس وسوسہ کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کی؛ اور اس ریا کاری میں ہی لگا رہا؛ تو اس صورت میں اس کی تمام نماز تباہ ہو جاتی ہے۔

۳۔ **سوم**:...... عبادت پوری ہونے کے بعد ریا کاری پیدا ہو گئی۔

اس سے کچھ بھی نقصان نہیں ہو گا۔

❀ **مسئلہ**:...... جو کوئی لوگوں سے اپنی تعریف سنے، اور اس پر خوش ہو، تو اس پر کوئی حرج والی بات نہیں، بلکہ: ''یہ وہ بشارت ہے جو اسے جلدی ہی مل گئی۔'' [مسلم]

❀ **مسئلہ**:...... جو کوئی لوگوں کی وجہ سے کوئی عمل ترک کر دے:

لوگوں کی وجہ سے کسی عمل کو ترک کرنا بھی ریا کاری کے زمرہ میں آتا ہے۔

❀ **ریاء اور سمعہ [سنانے] میں فرق:**

ریا کا تعلق حواس خمسہ میں سے آنکھ کے ساتھ ہوتا ہے۔[یعنی کوئی عمل اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ لوگ اسے دیکھیں اور اس کی تعریف کریں۔]

سمعہ کا تعلق حواس خمسہ میں سے کانوں کے ساتھ ہوتا ہے، (یعنی کوئی عمل اس لیے

کیا جاتا ہے تاکہ لوگ اس کے متعلق سنیں تو اس کی تعریف کریں]۔

ریاکاری کا علاج:

۱۔ اخلاص کی فضیلت کو یاد کیا جائے۔

۲۔ ریاکاری کے خطرہ کو پیش نظر رکھا جائے کہ اس سے انسان کے سارے اعمال تباہ و برباد ہوجاتے ہیں۔

۳۔ آخرت کو یاد کیا جائے۔

۴۔ یہ جان لینا چاہیے کہ لوگ کسی بھی نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں۔

۵۔ **دعا**:...... [شرک اور ریاکاری سے بچے رہنے کے لیے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی جائے] حدیث میں اس طرح کی ایک دعا آئی ہے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَیْئًا وَأَنَا اَعْلَمُ وَ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ بِهِ .))

''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں تیرے ساتھ جان بوجھ کر کچھ شریک ٹھہراؤں۔ اور جس چیز کو میں نہیں جانتا اس پر تیری مغفرت کا طلب گار ہوں۔''

جب عمل کے ساتھ ریاکاری کی ملاوٹ ہو جائے؟

عمل کی اصل بنیاد ریاکاری	نیت خالص للہ تھی بعد میں ریاکاری پیدا ہوگئی	عمل کے بعد ریاکاری پیدا ہوگئی

مجاہدہ نفس کرتا رہے	ریاکاری پر مطمئن ہو
کوئی نقصان نہ دے گا	مجاہدہ نہ کرے

اگر عبادت کا آخر اول پر مبنی نہ ہو تو پہلی عبادت صحیح اور آخری باطل ہوگی۔	اگر عبادت کا آخر اول پر مبنی تھا تو ساری عبادت تباہ ہوگئی۔

جب عبادت سے مقصود دنیا ہو!

مقصودِ عبادت:

کوئی انسان عبادت کو محض اس لیے بجا لائے کہ اس سے کوئی دنیاوی فائدہ یا منفعت حاصل کر سکے۔

اس کی مثالیں:

۱۔ کتنے ہی لوگ اس لیے حج کرتے ہیں تا کہ وہ مال حاصل کریں۔

۲۔ کتنے ہی لوگ اس لیے جہاد کرتے ہیں تا کہ وہ مال غنیمت حاصل کریں۔

۳۔ کتنے ہی مؤذن اس لیے اذان دیتے ہیں تا کہ انہیں تنخواہ ملے۔

۴۔ کتنے ہی لوگ شرعی علوم اس لیے حاصل کرتے ہیں تا کہ وہ منصب پالیں یا پھر انہیں اعلیٰ ڈگری مل جائے۔

اس کا حکم:

اس کی دو اقسام ہیں:

۱۔ اس کا سارا عمل یا عمل کا اکثر حصہ دنیا طلبی کے لیے ہو۔

ایسا کرنا شرک اکبر ہے۔

۲۔ کوئی خاص متعین کام دنیاوی غرض کے لیے ہو۔

یہ شرک اصغر ہے، اس سے عمل ضائع ہو جاتا ہے۔

عبادت سے دنیا طلبی پر ڈراوٴ!

اللّٰہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا الدُّنْيَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ

فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

''جو لوگ بس اِسی دُنیا کی زندگی اور اس کی خوش نمائیوں کے طالب ہوتے ہیں ان کی کارگزاری کا سارا پھل ہم یہیں ان کو دے دیتے ہیں اور اس میں اُن کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لئے آگ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ (وہاں معلوم ہو جائے گا کہ) جو کچھ اُنہوں نے دنیا میں بنایا وہ سب ملیا میٹ ہو گیا اور اب ان کا سارا کیا دھرا محض باطل ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' جو کوئی ایسا علم سیکھتا ہے، جو کہ صرف اللہ کی رضا مندی کے لیے سیکھا جانا چاہیے، مگر یہ اس لیے سیکھتا ہے تا کہ دنیا کا کوئی فائدہ حاصل کر سکے۔ ایسا انسان جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھے گا۔'' [رواہ أحمد و أبو داؤد]

غیر اللہ کی قسم اٹھانا

[حلف] قسم کا معنی:

حلف لغت میں:......التزام کرنے ؛اپنے اوپر لازم کرنے کو کہتے ہیں۔

اصطلاح میں:...... کسی صاحب عظمت کا نام لے کر کسی بات کی تاکید کرنا[پختہ کرنا]۔اس کے لیے حروف قسم میں سے کوئی ایک حرف استعمال کیا جاتا ہے۔

حروف قسم تین ہیں: ب و ت

حلف کے دیگر نام:

ا۔یمین

۲۔قسم

مشروع قسم: ......وہ قسم ہے جو کہ:

باللہ کہہ کر ہو،(ایسے ہی واللہ اورتاللہ اور و باللہ بھی کہا جاسکتا ہے)

...... یا اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے کسی اسم مبارک کے ساتھ قسم اٹھائی جائے جیسے :

والرحمن ؛ والعظیم ؛ والسمیع ۔

یا پھر اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ قسم اٹھائی جائے جیسے :

بعزۃ اللّٰہ ، بعزۃ الرحمن ؛ ورحمۃ اللّٰہ ، و علم اللّٰہ ۔

غیر اللہ کی قسم اٹھانے کا حکم:

اس کی دو اقسام ہیں:

ا: اگر اس کی تعظیم ایسے کر رہا ہو جو کہ عبادت کے درجہ تک پہنچتی ہو؛ گویا کہ وہ اس کی ایسے

عظمت بجالاتا ہو جیسے اللہ تعالیٰ کی عظمت یا اس سے بھی سخت۔

تو ایسا کرنا شرک اکبر ہے۔

ب: اگر اس کی تعظیم تو کرتا ہو مگر وہ اس درجہ کی نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے برابر ہو؛

ایسا کرنا شرک اصغر ہے۔

حلف بغیر اللہ کے شرک ہونے کی دلیل:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ .))

[رواه أحمد و أبوداؤد]

''جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے یقیناً کفر کیا، یا شرک کیا۔''

حلف بغیر اللہ کی مثالیں:

۱۔ اولیاء اللہ کی قسم اٹھانا۔

۲۔ جاہ نبی یا جاہ اولیا کی قسم اٹھانا۔

۳۔ افراد کی زندگی کی قسم اٹھانا۔ [جیسے تیرے باپ کی قسم]

۴۔ امانت یا شرف کی قسم۔

حلف کے مفید احکام کا خلاصہ!

۱۔ غیر اللہ کی قسم اٹھانا حرام ہے، اس لیے کہ ایسا کرنا شرک کے زمرہ میں آتا ہے۔

۲۔ اللہ کے نام پر جھوٹی قسم کھانے کی ممانعت۔

۳۔ بلاضرورت قسم اٹھانے کا حرام ہونا، بھلے انسان سچا ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کے ساتھ کھلواڑ ہے۔

۴۔ ضرورت کے وقت جب انسان سچا بھی ہو تو قسم اٹھانے کی اجازت ہے۔

غیر اللہ کی قسم کا کفارہ:

انسان کو چاہیے کہ ایسی صورت میں یوں کہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

اس کی دلیل:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِیْ حَلْفِهِ: وَاللَّاتُ وَالْعُزّٰی ، فَلْيَقُلْ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ .)) [متفق علیه]

''جو کوئی قسم اٹھائے اور اپنی قسم میں یوں کہے: لات اور عزیٰ کی قسم ؛ تو اسے چاہیے کہ یوں کہے:''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔'' ❶

❶ ایسے ہی اپنے آباؤاجداد کی قسم بھی نہیں کھانی چاہیے اور قسم لینے والے کا فرض ہے کہ قسم کے بعد اپنے مخالف سے متعلق حسن ظن رکھے۔سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِكُمْ مَنْ حُلِفَ لَهٗ بِاللّٰهِ فَلْيَصْدُقْ وَمَنْ حُلِفَ لَهٗ بِاللّٰهِ فَلْيَرْضَ وَ مَنْ لَّمْ يَرْضَ فَلَيْسَ مِنَ عِبَادِ اللّٰهِ .)) (رواہ ابن ماجه بسند حسن)

''اپنے باپ دادوں کی قسمیں نہ کھاؤ۔ جو اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے وہ سچ بولے۔اور جس کے لئے اللہ کی قسم کھائی، اُسے راضی رہنا چاہئے اور جو راضی نہ ہو، وہ عباد اللہ (اللہ کے نیک بندوں) میں سے نہیں ہے۔''

اللہ اور مخلوق کو لفظ ''اور'' سے شریک کرنا

اس سے مقصود:

کسی بھی معاملہ میں اس کے وقوع پذیر ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان لفظ ''اور'' سے شراکت داری قائم کرنا۔

اس کی مثالیں: [یوں کہا جائے کہ]:

۱۔ جو اللہ تعالیٰ چاہے اور آپ چاہیں۔

۲۔ میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں اور آپ سے امید کرتا ہوں۔

۳۔ میں اللہ تعالیٰ سے اور آپ سے مدد مانگتا ہوں۔

۴۔ میرا اللہ تعالیٰ کے اور آپ کے علاوہ کوئی نہیں۔

۵۔ اگر اللہ تعالیٰ اور آپ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا۔

اور اس کے مشابہ دیگر کلام۔

اس کا حکم:

اس کی دو اقسام ہیں:

۱۔ اگر وہ ان دونوں کے مابین مساوات کا اعتقاد رکھتا ہے تو پھر ایسے کہنا شرک اکبر ہے اگرچہ وہ اس کے درمیان لفظ ''پھر'' بھی استعمال کرے۔

۲۔ اگر مساوات کا اعتقاد نہ رکھتا ہو تو پھر شرک اصغر ہے۔

ایسے الفاظ میں حق تو یہ ہے کہ اس کے دو مراتب ہیں:

ا:......مساوات کے اعتقاد کے بغیر اس میں لفظ ''پھر'' استعمال کیا جائے۔ مثلاً یوں کہے: ''جو اللہ تعالیٰ چاہے اور پھر آپ چاہیں۔'' میں اللہ سے مدد کا سوال کرتا ہوں اور پھر آپ

سے مدد مانگتا ہوں۔'' ❶

ب:...... یہ کہ جملہ امور کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دے۔ یعنی یوں کہے: ''جو صرف ایک اللہ چاہے۔ میں صرف ایک اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتا ہوں۔ اور اس طرح باقی کلام بھی یہی روش اختیار کرے۔ یہی افضل اور بہتر ہے۔''

لفظ ''اور'' اور ''پھر'' میں فرق:

ا۔ جب لفظ ''اور'' سے عطف کیا جائے تو ملانے اور برابری کے لیے آتا ہے۔

ب۔ جب لفظ ''پھر'' سے عطف ہو تو اس کی تقاضا اتباع کا ہوتا ہے۔

---

❶ جو اللہ چاہے اور اے محمد ﷺ جو آپ چاہیں کے الفاظ زبان سے نکالنا شرک ہے۔ زمانہ نبوی کے یہودی اور عیسائی بھی ان الفاظ کو شرک قرار دیتے تھے۔ سیدہ قتیلہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ:

((اَنَّ یَهُوْدِیًّا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ اِنَّکُمْ تُشْرِکُوْنَ تَقُوْلُوْنَ مَاشَآءَ اللّٰهُ وَ شِئْتَ وَ تَقُوْلُوْنَ وَالْکَعْبَةُ فَاَمَرَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اَرَادُوْا اَنْ یَّحْلِفُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا وَ رَبِّ الْکَعْبَةِ وَ اَنْ یَّقُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ .)) (رواه النسائی و صححه)

''ایک یہودی نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر کہا: کہ تم لوگ بایں طور مرتکب شرک ہوتے ہو کہ کہتے ہو، جو اللہ تعالیٰ چاہے اور تم چاہو، نیز کہتے ہو کعبہ کی قسم! پس رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جب وہ قسم کھانا چاہیں تو (کعبہ کی قسم نہ کہیں بلکہ) ربّ کعبہ کی قسم کہیں اور یہ کہیں کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے اور پھر تو چاہے۔''

اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ:

''حق بات کہنے والا کوئی بھی ہو اُسے تسلیم کر لینا چاہیے۔ کعبہ کی قسم نہ اُٹھانی چاہیے۔''

''اگر وگر'' کہنا

اس کلمہ کے استعمال کے لیے تین احوال ہیں:

۱۔ **جواز**:

جب لفظ ''اگر'' صرف اطلاع دینے کے لیے استعمال کیا جائے ، مثلاً یوں کہا جائے:
''اگر'' آپ درس میں شریک ہوتے تو ضرور فائدہ اٹھاتے۔

اس کی مثال:

''نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:'' جو بات مجھے بعد میں معلوم ہوئی اگر پہلے ہی معلوم ہوتی تو میں ہدی (قربانی) ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی حلال ہو جاتا۔''

۲۔ **مستحب** :

''جب لفظ'' اگر'' خیر و بھلائی کی تمنا کے لیے استعمال کیا جائے۔ مثلاً یوں کہے:'' اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں صدقہ کرتا۔''

اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان مبارک ہے جو آپ نے چار آدمیوں کا قصہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا؛ ان میں سے ایک نے کہا تھا:

''اور اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں آدمی کی طرح عمل کرتا۔''

یعنی اس نے خیر اور بھلائی کی تمنا کی تھی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' یہ انسان اپنی نیت پر ہے؛ اور ان دونوں کا اجر برابر ہے۔''[رواه أحمد و الترمذی]

۳۔ **ممانعت**:

جب لفظ'' اگر'' ان تین صورتوں میں استعمال کیا جائے :

۱۔ شریعت پر اعتراض:

اس کی دلیل [منافقین سے نقل کردہ] اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا﴾ (آل عمران: ١٦٨)

''اگر وہ ہماری بات مان لیتے تو نہ مارے جاتے۔''

۲۔ تقدیر پر اعتراض:

اس کی دلیل [منافقین سے نقل کردہ] اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا﴾

(آل عمران: ١٥٤)

''وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم یہاں قتل ہی نہ کیے جاتے۔''

۳۔ شرو برائی کی تمنا:

......اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان مبارک ہے جو آپ نے چار آدمیوں کا قصہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا؛ ان میں سے ایک نے کہا تھا: ''اور اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں آدمی کی طرح عمل کرتا۔''

یعنی اس نے شر اور فساد کی تمنا کی تھی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''یہ انسان بھی اپنی نیت پر ہے؛ اور ان دونوں کا گناہ برابر ہے۔'' [1]

[رواه أحمد و الترمذی]

---

[1] اس باب میں انسان کو مصائب و مشکلات کے وقت صبر و بردباری اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور جو لوگ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں اور اپنے آپ کو تقدیر کی گرفت سے آزاد رکھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی مذمت کی گئی ہے۔ مصائب و مشکلات کے وقت جزع فزع کرنا شریعت اسلامیہ میں منع ہے؛ اور اس پر سخت ترین وعید سنائی گئی ہے۔ لٰہذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ تقدیر الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر کے اللہ تعالیٰ کی بندگی کا فریضہ انجام دے اس کی صورت صرف یہ ہے کہ انسان مصائب و مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے اور سخت ترین حالات میں صبر و استقامت کا مظاہرہ کرے۔ کیونکہ ایمان کے چھ اُصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ انسان تقدیر الٰہی پر کامل ایمان ہو۔ صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اِحْرِصْ عَلٰی مَا يَنْفَعُكَ وَ اسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَ لَا تَعْجَزَنَّ وَ اِنْ اَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّي فَعَلْتُ كَذَا وَ كَذَا لَكَانَ كَذَا وَ كَذَا وَ لٰكِنْ قُلْ قَدَّرَ اللّٰهُ وَ مَا شَآءَ فَعَلَ [حاشیہ جاری ہے]

....

....

....

....

[بقیہ حاشیہ] فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطٰنِ .)) ”نفع بخش چیز کی حرص کر اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگ اور عاجز نہ بن اور کسی وقت اگر مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ تو یہ نہ کہا کرو ”اگر میں ایسا کرتا تو یوں ہوتا“ بلکہ یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا اور جو اُس نے چاہا وہی ہوا کیونکہ ”اگر وگر“ شیطانی عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے۔“ اس سارے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱: اگر اس لفظ کا استعمال اللہ تعالیٰ کے قضاء وقدر پر اعتراض کرتے ہوئے کیا جائے گا تو اس کا قائل گناہ گار ہوگا۔ مثلاً: اگر فلاں شخص سفر کرنے سے باز رہتا تو اسے موت کا حادثہ پیش نہ آتا، وغیرہ۔

۲: اگر اس کا استعمال کسی برے فعل کی تمنا کے لیے کیا جائے گا تو بھی اس کا قائل گناہ گار ہوگا۔ مثلاً: اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اس سے لہو ولعب اور موسیقی کے آلات خریدتا۔

۳: اگر اس کا استعمال اچھے کام کی تمنا کے لیے ہو تو اس کا قائل اجر پائے گا۔ مثلاً: اگر میرے پاس مال موجود ہوتا تو میں مسجد تعمیر کرواتا۔

۴: اگر اس کا استعمال مذکورہ بالا معانی میں سے کسی ایک کے لیے بھی نہ ہو، تو پھر اس کے قائل کو نہ تو اجر وثواب ملے گا اور نہ ہی وہ کسی گناہ کا ارتکاب کرے گا۔ مثلاً: قائل کا یہ قول کہ مسجد کو یہ راستہ جاتا ہے، اگر آپ ادھر سے جائیں گے تو وہ آپ کو دور پڑے گا۔

زمانے کو گالی دینا

اس سے مقصود:

دَھر سے مراد [وقت اور] زمانہ ہے؛ اسے گالی دینا اور برا بھلا کہنا غلط ہے۔

زمانے کو گالی دینے کے احکام:

اس کی تین اقسام ہیں:

۱۔ اگر مقصود صرف خبر دینا ہو، گالی دینا اور ملامت کرنا مقصود نہ ہو تو ایسا کرنا جائز ہے۔

اس کی مثال:

کوئی یوں کہے: ''آج دن کی گرمی سے ہم بہت تنگ آ گئے۔''

جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا تھا:

((هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ))

''آج کا دن بہت ہی سختی کا دن ہے۔''

۲۔ زمانے کو اس وجہ سے برا کہنا کہ وہی کارگر ہے:

جیسا کہ وہ شخص جو یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ زمانہ ہی خیر و شر لے کر آتا ہے؛ یہ شرک اکبر ہے۔

۳۔ زمانے کو اس لیے برا بھلا کہے کہ فلاں وقت میں اس پر مصیبت کی گھڑی آئی: حالانکہ اس کا یہ اعتقاد ہو کہ اس مصیبت کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

اس طرح کہنا اور اعتقاد رکھنا بھی حرام اور کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔

زمانے کو گالی دینا اللہ تعالیٰ کو تکلیف دینا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: يُؤْذِيْنِى ابْنُ اٰدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَ اَنَا الدَّهْرُ

أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَ النَّهَارَ و فی روایة لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَاِنَّ اللّٰہَ هُوَ الدَّهْرُ))

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ابن آدم زمانہ کو گالی دے کر مجھے تکلیف دیتا ہے کیونکہ میں ہی زمانہ ہوں دِن اور رات میں تبدیلی میں ہی کرتا ہوں۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ''زمانہ کو گالی نہ دو کیونکہ اللہ ہی زمانہ ہے۔''

میں ہی زمانہ ہوں:......اس سے مراد یہ ہے کہ میں ہی زمانے کو بدلنے والا ہوں۔

اہم نوٹ:

دھر:......اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے نہیں ہے۔

الفاظ کے متعلق دو مفید قواعد

حرام کلام سے زبان کو روکنا واجب ہے:

جیسا کہ چغل خوری؛ غیبت اور جھوٹ۔
اور شرکیہ کلام: جیسے غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا۔
اس لیے کہ انسان سے ہر اس لفظ کے متعلق سوال ہوگا جو اس کے منہ سے نکلتا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:
﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [ق : ۱۸]
''وہ کوئی بھی بات نہیں بولتا مگر اس کے پاس ایک نگران تیار ہوتا ہے۔''
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کی زبان سے نکلنے والے ایک کلمہ کی وجہ سے انسان دین اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ پس اس لیے واجب ہوتا ہے کہ انسان اپنی زبان سے نکلنے والے الفاظ اور کلمات کی حفاظت کا اہتمام کرے۔

وہ الفاظ اور کلمات جن میں شرک کا احتمال ہو:

ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جائز نہیں۔ اس لیے کہ ایسے کلمات کے استعمال سے شرک میں وقوع پذیر ہونے کا اندیشہ رہتا ہے یا پھر یہ کلمات اس کے لیے شرک کا دروازہ بھی ثابت ہوسکتے ہیں۔

بدعت کا معنی ومفہوم

بدعت کا معنی:

لغت میں:……بغیر کسی سابقہ مثال کے کوئی نئی چیز ایجاد کر لینا۔

شرع میں:……دین میں جو چیز بغیر کسی دلیل کے ایجاد کر لی جائے۔

بدعت کی اقسام:

۱۔ عادات میں بدعات : ……جیسا کہ جدید ٹیکنالوجی کی نئی نئی ایجادات ۔ یہ چیزیں مباح ہیں۔اس لیے کہ عادات میں اصل مباح ہونا ہے۔

۲۔ دین میں بدعات : ……ایسا کرنا حرام ہے، اس لیے کہ دین میں اصل حکم شریعت ہے۔

دین میں بدعت کی اقسام:

دین میں بدعت کی تین اقسام ہیں:

۱۔ اعتقادی بدعت:……ایسا اعتقاد رکھنا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے عقیدہ کے خلاف ہو۔

اس کی مثال:……جیسا کہ تمثیل، تعطیل اور تقدیر کے انکار کی بدعت ۔

۲۔ عملی بدعت: ……یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح سے کرنا جو طریقہ خلاف شرع ہو۔مثلاً:

ا:……ایسی عبادات ایجاد کر لینا جو شریعت میں اصلاً موجود نہیں۔

ب:……بعض مشروع عبادات میں کمی یا بیشی کرنا۔

ج:……مشروع عبادت کو کسی نئے اور بدعتی طریقہ سے ادا کرنا۔

د:......ایسی عبادات کے لیے اوقات خاص کرنا جن کے لیے کوئی وقت خاص نہیں ہے۔

ان کی مثالیں:

قبروں پر درگاہیں اور قبے بنالینا۔ نئی نئی عیدیں ایجاد کرلینا، اور نئی نئی تقریبات۔

۳۔ بدعتِ ترک:......مراد ہے کسی مباح فعل کو چھوڑ دینا، یا کسی ایسے کام کو ترک کر دینا جس کا کرنا بطور عبادت کے مطلوب ہو۔ اس کی مثالیں:

عبادت خیال کرتے ہوئے گوشت کا کھانا چھوڑ دینا، یا پھر عبادت کے لیے شادی کا ترک کر دینا۔

حکم کے اعتبار سے بدعت کی اقسام:

اس لحاظ سے بدعت کی دو اقسام ہیں:

ا۔ بدعت مکفِرَہ :......جس بدعت کا کرنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

اس کی مثال:

جیسے رافضیوں کی بدعات، اور عقیدہ خلق قرآن۔

۲۔ بدعت مُفْسِقَہ :[فسق میں مبتلا کرنے والی بدعت]:......اس بدعت کا ارتکاب کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے، مگر دین اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ اس کی مثال:

اجتماعی ذکر، اور پندرہ شعبان کی رات کو عبادت کے ساتھ خاص کرنا۔

بدعت سے تحذیر اور اس پر رد:

اس باب میں ایک آیت اور دو احادیث کافی ہیں:

ا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ [المائدة : ۳]

’’آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہو گیا۔‘‘

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ .)) [متفق علیه]

''جس نے کوئی ایسی چیز ایجاد کی جس پر ہماری شریعت کا حکم نہیں؛ وہ مردود ہے۔''

اور مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا مَا لَیْسَ عَلَیْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ .)) [مسلم]

''جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہماری شریعت کا حکم نہیں؛ وہ مردود ہے۔''

۳۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ، وَكُلَّ بِدْعَةٌ ضَلَالَةٌ...... اَوْ كَمَا قَالَ علیه السلام : وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ .))

''سب سے بری چیز نئی ایجادات ہیں، اور ہر نئی ایجاد بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، -اور فرمایا-: ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے۔'' [مسلم]

کیا بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ بھی ہے؟

بعض لوگوں نے بدعت کی تقسیم کچھ اس طرح کی ہے:

۱۔ بدعت حسنہ ۲۔ بدعت سیئہ

ایسا کرنے والا غلط کار و خطا کار ہے۔ یہ تقسیم رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے خلاف ہے:

((وَكُلُّ بِدْعَةٌ ضَلَالَةٌ .))

''اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر بدعت پر گمراہی ہونے کا حکم لگایا ہے۔ اور یہ انسان کہنا چاہتا ہے کہ ہر بدعت گمراہی نہیں ہے، بلکہ کچھ بدعات حسنہ [اچھی] بھی ہوتی ہیں۔

بدعات کے غلبہ و ظہور کے اسباب:

جملہ اسباب میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱۔ احکام دین سے جہالت۔

۲۔ اتباع ہوی۔

۳۔ بعض افراد کی آراء واقوال پر تعصب۔

۴۔ کفار کی مشابہت۔

۵۔ ایسی موضوع احادیث پر اعتماد جن کی کوئی اصل نہیں۔

۶۔ ایسی عادات وخرافات جنہیں نہ ہی شرعی دلیل سے ثابت کیا جاسکتا ہے، اور نہ ہی اس کے لیے عقلی گواہی پیش کی جاسکتی ہے۔

بدعات کی معرفت اور ان پر رد کے دو اہم قواعد:

۱۔ پہلا قاعدہ:...... عبادات میں اصل ممانعت ہے۔ یہاں تک کہ کسی چیز کے عبادت ہونے پر کوئی شرعی دلیل پائی جائے۔

۲۔ ہر وہ عبادت جس کے فعل کا مقتضیٰ اور داعی وسبب رسول اللہ ﷺ کے عہد میں موجود تھا، مگر نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے وہ کام کیا اور نہ ہی آپ کے صحابہ کرام میں سے کسی ایک نے کوئی ایسا کام کیا، تو یہ اس کام کی عدمِ مشروعیت کی دلیل ہے۔

دو اہم تنبیہات:

۱۔ اول:......امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جس انسان نے دین میں کوئی بدعت ایجاد کی اور وہ اسے بدعت حسنہ خیال کرتا ہو، تو وہ خیال کرتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچانے میں خیانت کی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [المائدة : ٣]

'آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہوگیا۔''

پس جو چیز اس دن دین نہیں تھی وہ آج دین نہیں ہوسکتی۔

۲۔ دوم:...... علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جان لیجیے کہ کوئی انسان اگر معمولی سی

بدعت بھی ایجاد کرتا ہے تو ایسا کرنا حرام ہے۔ پس جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے بدعت میں کوئی بھی چیز ایسے مکروہ کے درجہ میں بھی نہیں۔''

امت میں پھیلی ہوئی چند بدعات:

۱۔ نبی کریم ﷺ کا میلاد منانا [ایسے ہی دوسرے لوگوں کی سالگرہ وغیرہ منانا]۔

۲۔ اسراء و معراج کی رات جشن منانا۔

۳۔ شعبان کی پندرہویں رات کا جشن۔

۴۔ یوم پیدائش منانا۔

۵۔ بعض مقامات اور بعض زندہ یا مردہ افراد کے بقایا جات سے تبرک حاصل کرنا۔

۶۔ اجتماعی ذکر کی محفل لگانا۔

۷۔ مختلف پروگرام میں مردوں کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ پڑھنے کی درخواست کرنا۔

۸۔ رجب کے مہینہ کو عمرہ یا دیگر عبادات کے لیے خاص کرنا۔

۹۔ اونچی آواز میں نماز کی نیت کرنا۔

۱۰۔ بعض اشخاص کی جاہ و شخصیات کا وسیلہ پکڑنا۔

بعض وہ کتب جو بدعت کی معرفت میں بڑی مفید ثابت ہوں گی:

١۔ التحذير من البدع: علامه ابن باز رحمہ اللہ

٢۔ السنن و المبتدعات :محمد عبدالسلام القشیری رحمہ اللہ

٣۔ البدع و المحدثات و ما لا أصل له : حمود المطر حفظہ اللہ۔

٤۔ الابداع فی مضار الابتداع : شیخ علی محفوظ حفظہ اللہ۔

٥۔ البدع الحولية : شیخ عبدالله التویجری حفظہ اللہ۔

فائدہ:......اتباع سنت اسی وقت ہوسکتی ہے جب عمل چھ چیزوں میں شریعت کے مطابق ہو:

م	شروط اتباع	مخالفت کی مثال
1	سبب	جیسے کوئی بارش ہونے پر دو رکعت نماز پڑھے۔
2	جنس	جیسا کہ کوئی زکاۃ فطر نقدی میں دے۔
3	مقدار	جیسا کہ کوئی جان بوجھ کر مغرب چار رکعت پڑھ لے۔
4	کیفیت	جیسے کوئی وضو پاؤں دھونے سے شروع کرے۔
5	وقت	جیسے کہ رمضان میں چاشت۔
6	جگہ	جیسا کہ صحراء یا بیابان میں اعتکاف بیٹھنا۔

دعوت توحید

دعوت اِلی اللہ بہت بڑی منزلت والی چیز ہے۔اس کی فضیلت بہت عظمت والی ہے۔ یہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا وظیفہ [اور ان کی ذمہ داری] ہے اور اولیاء و صالحین رحمہم اللہ کا میدان عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾ [النحل: ١٢٥]

''اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا اور ان سے اس طریقے کے ساتھ بحث کر جو سب سے اچھا ہے۔''

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰهِ عَلٰی بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ﴾

''فرما دیجئے میری راہ یہی ہے میں اور میرے پیروکار اللہ کی طرف بصیرت کے ساتھ بلا رہے ہیں۔'' [یوسف: ١٠٨]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

((فَوَ اللّٰهِ لَئِنْ یَهْدِیَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَیْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ یَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ .)) [متفق علیه]

''اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اگر تمہارے ذریعہ سے کسی آدمی کو ہدایت دے دے تو تمہارا یہ فعل تمہارے لیے سرخ اونٹوں کے گلے سے زیادہ اچھا ہے۔''

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ دَعَا اِلٰی هُدًی كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ ، لَا

يُنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا .)) [مسلم]

''جس نے ہدایت کی بات کی طرف دعوت دی، اس کے لئے اتنا ہی اجر ہے جتنا اس بات کے ماننے والوں کے لئے ہے، اوران میں سے کسی کے اجر میں کچھ بھی کمی واقع نہیں ہوگی۔''

سب سے پہلی دعوت توحید کی طرف دی جائے گی:

سب سے پہلے جس چیز کا سیکھنا، سمجھنا اور اسے نافذ کرنا واجب ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی توحید ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا، تو انہیں یوں وصیت کی:

''سب سے پہلے انہیں اس کی دعوت دینا کہ وہ اس بات کی گواہی دیں اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔'' ایک روایت میں ہے: ''اللہ کو ایک مانیں (اور میری رسالت کو مانیں)۔'' [متفق علیہ]

دعوت توحید کے وسائل:

ذیل میں دعوت توحید کے بعض ایسے وسائل درج کیے جارہے ہیں جو کہ تمام لوگوں کے لیے مناسب ہیں۔اوران میں کوئی بڑی مشقت بھی نہیں۔

۱۔ دعوت توحید پر مشتمل کتب اور منشورات چھپوا کر تقسیم کیے جائیں۔

۲۔ توحید کی دعوت پر مشتمل کتابوں کی تقسیم کے لیے اہل تجارت سے بات چیت کرنا۔

۳۔ توحید کی دعوت پر مشتمل کیسٹ تقسیم کرنا۔

۴۔ دروس، تقاریر، وعظ ونصیحت کے ذریعہ توحید واضح کرنا، اوراس سلسلہ میں علماء اور دعاۃ کے ساتھ رابطے کرکے پروگرام طے کرنا۔

۵۔ گھر میں اپنے اہل خانہ اور بچوں کو توحید کی تعلیم دینا، اورانہیں عقیدہ کی کتابیں پڑھانا، بچوں کے مابین انعامی مقابلے کروانا۔

توحید اور عقیدہ کی اہم کتب

برادر مکرم! ذیل میں عقیدہ توحید کے متعلق کچھ اہم کتابوں کی فہرست دی جارہی ہے۔
میری یہ نصیحت ہے کہ ان کتابوں کو حاصل کیا جائے اور ان کا مطالعہ کیا جائے۔

تاکہ دین میں آپ کی بصیرت میں اضافہ ہو؛ اور کامیابی کی شاہراہ پر چل سکیں۔ اور اس کامیابی کی راہ پر گامزن ہوں جس کا راہی نجات یافتہ ہوتا ہے، اور فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور جو کوئی اس راہ سے منہ موڑ لیتا ہے وہ ناکام و نامراد ہو جاتا ہے۔

اے برادر مکرم! جان لیجیے کہ توحید کا مطالعہ کرنا اور عقیدہ کی تعلیم حاصل کرنا تفقہ فی الدین کی سب سے بڑی اور اہم ترین اقسام میں سے ہے۔ بعض ......علمائے کرام رحمہم اللہ علم کی تقسیم یوں کیا کرتے تھے:

فقہ اکبر: ......اس سے مراد توحید اور عقیدہ کے مسائل ہوا کرتے تھے۔

فقہ اصغر: ......اس سے مراد عبادات اور معاملات کے احکام و مسائل ہوا کرتے تھے۔

اب ان کتابوں کے نام آپ کی خدمت میں پیش ہیں:

١۔ اصول ثلاثہ۔

٢۔ قواعد اربع

٣۔ کشف الشبهات

٤۔ کتاب التوحید۔

یہ تمام کتابیں شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کی ہیں۔

٥۔ مجموعه التوحید النجدیه

٦۔ فتح المجید شرح کتاب التوحید از شیخ عبد الرحمن بن

حسن رحمہ اللہ۔

۷۔ تیسیر العزیز الحمید شرح کتاب التوحید از شیخ سلیمان بن عبداللہ رحمہ اللہ۔

۸۔ معارج القبول

۹۔ اعلام السنه المنشوره

یہ دونوں کتابیں حافظ حکمی رحمہ اللہ کی ہیں:

۱۰۔ القول المفید شرح کتاب التوحید از شیخ محمد بن صالح بن العثیمین رحمہ اللہ۔

۱۱۔ کتاب التوحید

۱۲۔ الارشاد الی صحیح الاعتقاد

یہ دونوں کتابیں شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کی ہیں:

۱۳۔ عقیدہ واسطیہ از شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

۱۴۔ شرح عقیدہ واسطیہ از محمد بن صالح ابن عثیمین رحمہ اللہ

۱۵۔ شرح عقیدہ واسطیہ از شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ

۱۶۔ القواعد المثلی فی صفات اللہ و اسمائہ الحسنی از محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ

۱۷۔ عقیدہ طحاویہ اور اس کی شرح۔ لابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ۔

ان علمائے کرام کی کتاب اور فتاویٰ پڑھنے کی بھرپور کوشش کریں۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

❀ شیخ الاسلام ابن قیم رحمہ اللہ

❀ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ
❀ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ
❀ شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ
❀ شیخ عبداللہ الجبرین رحمۃ اللہ علیہ
❀ شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ

ان کے علاوہ بھی جن بڑے ......علمائے کرام کی کتابیں عقیدہ اور توحید کے متعلق مل جائیں تو ان کے مطالعہ کا اہتمام کرنا چاہیے۔

خاتمہ

اس کتابچہ کے آخر میں میں حمد وثناء اور شکر گزاری کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہوں جو اس نے مجھے اس کار خیر کی توفیق دی؛ اور میرے لئے آسانی پیدا کی۔

اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ کتابچہ توحید کی وضاحت میں مددگار ثابت ہوگا۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اس کے مسائل کو باہم قریب کر کے آسان ترین صورت میں بیان کیا جائے۔

میں اللہ تعالیٰ غالب اور قدرت والے سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہر اس انسان کو جزائے خیر عطا فرمائے جو اس کتابچہ کی نشر واشاعت میں حصہ لے اور اللہ تعالیٰ انہیں دوگنا چوگنا اجر و ثواب عطا فرمائے۔

وصلى اللّٰه تعالىٰ على نبينا محمد و على آله و صحبه أجمعين .

۵ دسمبر ۲۰۱۲......رات ۱۰-۱۱...... چہار شنبہ

آج مؤرخہ 12-12-12 کو اس کتاب کی مراجعت و تصحیح مکمل ہوگئی۔

ولك الحمد يا رب العالمين۔

صفحہ برائے ضروری نوٹس

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....